إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ محض اس کی توفیق سے یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوئی کہ

کتاب الصلوٰۃ

جس میں

نماز کا تذکرہ اور اس کی عظمت و رفعت کا بیان کتاب اللہ سے بطرز بدیع لکھا گیا ہے

اور

ضمناً و تبعاً احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہؓ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین کا بھی کافی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے جس کا ہر مسلمان کے مطالعہ میں رہنا ضروری اور مفید ہے

اثر خامہ

حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مولانا الحاج الحافظ الشاہ محمد عبد الشکور صاحب

فاروقی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ

محمد عبد السلام نے

فاروقیہ بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع کیا

طابع

نامی پریس لکھنؤ

ناشر

محمد عبدالسلام فاروقیہ بک ایجنسی لکھنؤ

ایڈیشن ... نمبر ۳
تعداد جلد ... ۲۰۰

ہدیہ
علاوہ محصول ڈاک۔ دو روپیہ آٹھ آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب[1] تعظیمیں اللہ کے لئے ہیں اور سب نمازیں اور سب اچھی اچھی چیزیں سلام ہو تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم سب مسلمانوں پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلَّم۔

امّا بعد تمام اسلامی بھائی بہنوں کو یہ بات اچھّی طرح معلوم رہنی چاہیئے کہ آج ہم لوگوں پر جو کچھ تباہی و بربادی ہے اس کا سبب سوا اِس کے کچھ نہیں ہے کہ ہم نے شریعتِ الٰہیہ کی پیروی چھوڑ دی۔ بہت سے نام کے مسلمان ایسے ہیں جن کا ایمان ہی درست نہیں، اعمال کا کیا ذکر ہے۔ بہت سے لوگ تو جہلِ محض میں گرفتار ہیں، اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمان ہونے کے لئے کن کن

---

[1] یہ ترجمہ التحیات کا ہے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ ۱۲

باتوں کی ضرورت ہے، اُن کے خیال میں دین بھی ایک میراث ہے کہ مال کی طرح خواہ مخواہ ہر وارث کو اُس کا مل جانا ضروری ہے۔ اور بہت لوگ جہل مرکب میں مبتلا ہیں، اپنے علم سے اجنبی، عمر کا بہترین حصہ علوم بیگانہ میں صرف کر چکے اچھی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی، نتیجہ یہ کہ دین کی باتوں پر تمسخر کرتے ہیں، قیامت کے بیانات اُن کی نظر میں فسانہ عجائب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے، اور عقیدۂ توحید و رسالت کو وقتی مصلحت کا ایک افسوں سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو باوجود علم سے آشنا ہونے کے ابلیس کا شکار بن گئے۔ غرض جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھئے عجب عبرت انگیز حالت ہے۔ ع

لیبک[لہ] علی الاسلام من کان باکیا

اور سب سے زیادہ قابل افسوس یہ کہ مسلمانوں کی اس تباہی و بربادی کے علاج کا جن لوگوں نے بیڑہ اٹھایا اُنھوں نے اِس کا خیال بالکل نہ کیا کہ اِس تباہی کا سبب ترکِ شریعت ہے، اور بعض لوگوں نے کیا بھی تو کوئی سہل الحصول طریقہ علاج کا اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔

سالہا سال تک قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ میں تدبر و تفکر کرنے اور مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالنے کے بعد جو کچھ علاج ان کی اس مہلک بیماری کا (جس کو میں غفلت اور ترکِ شریعت سے تعبیر کر چکا ہوں) میری سمجھ میں آیا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سمجھ میں تغیر نہیں آسکتا، کیونکہ بنیاد اس کی کلامِ الٰہی پر ہے، نہ افلاطون و جالینوس کے اقوال پر۔ وہ علاج یہ ہے کہ مسلمانوں کو نماز کی طرف متوجہ کیا جائے، نماز کے درست کرنے کی فکر اُن کے دل میں کی جائے۔ چنانچہ

لہ: چاہئے کہ روئے اسلام پر جو رونے والا ہو۔ ۱۲

اس ناچیز نے اپنے مواعظ میں زیادہ تر نماز ہی کے متعلق بیان کیا اور اس کا اثر بھی دیکھا، اور اثر بھی غیر معمولی، یہ اثر میری زبان کا نہیں ہے بلکہ یہ عجیب و غریب تاثیر آیاتِ الٰہی کی ہے قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ - سلہ

ایں قدر مستی و بیہوشی نہ حدِّ بادہ بود

با حریفاں آنچہ کرد آں نرگسِ مستانہ کرد

بعض برادرانِ دینی کا ایک مدت سے اصرار تھا کہ یہ بیان نماز کا جو قرآن کریم سے کیا جاتا ہے ایک کتاب کی صورت میں قلمبند ہو جائے تو اُمید ہے کہ بہت فائدہ ہو معمولی لکھے پڑھے بھی گھر بیٹھے اس کتاب کو پڑھ کر وہ فائدہ حاصل کرسکیں گے جو ایک عالمِ ربّانی کی صحبت اور ایک واعظِ حقانی کی وعظ و نصیحت سے ہوتا ہے، یہ بھی اُمید ہے کہ زمانۂ موجودہ کے واعظین کے ہاتھ میں یہ کتاب پہونچ جائے اور وہ اس کتاب کے مضامین کو بیان کریں تو مسلمانوں کی حالت میں بہت جلد انقلابِ عظیم پیدا ہو جائے۔

الحمدللہ کہ یہ مخلصانہ آرزوئیں آج پوری ہوئیں اور یہ کتاب دل سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر خدا کے فضل و کرم سے جلوہ افروز ہو رہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز ایسی ہی چیز ہے، خود خدائے ذوالجلال نے اپنی کتاب میں جو خاصیتیں اس کی بیان فرمائی ہیں کہ وہ انسان کو تمام انسانی کمالات کا مجموعہ بنا دیتی ہے اور شریعتِ الٰہیہ کی نافرمانی سے بچاتی ہے

سلہ ترجمہ ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب، جو نیک راہ دکھاتا ہے ۔۱۲

کیا یہ معمولی بات ہے۔

یقیناً اگر مسلمانوں کی توجہ نماز کی طرف ہو جائے اور وہ اپنی نماز کے درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں تو تمام وہ مقاصد بآسانی حاصل ہو جائیں جن کی ضرورت آج مصلحانِ قوم محسوس کر رہے ہیں اور جن کے حاصل کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور نہیں حاصل ہوتے۔

نماز کے درست ہو جانے سے مسلمانوں کو اپنے دین کی معرفت حاصل ہو گی، اسلام کے عقائدِ ضروریہ سب ان کو معلوم ہو جائیں گے، ان کے ایمانیات سب ایک مرکز پر آجائیں گے، ان کے آپس کے بہت سے جھگڑے جو بالکل لغو اور فضول ہیں یکقلم رفع ہو جائیں گے، بہت سے باہمی اختلافات جو اگر اپنی حد میں رہتے تو مذموم نہ تھے، اور اب چونکہ وہ تنازع فی الدین کا رنگ اختیار کر چکے ہیں اور ان کی وجہ سے آج مسلمانوں کی وہ حالت ہو رہی ہے جو خدا نے یہود و نصاریٰ کی بیان فرمائی ہے کہ:۔

قالت الیھود لیست النصاریٰ	یعنی یہود نصاریٰ کو اور نصاریٰ
علیٰ شیٔ وقالت النصاریٰ	یہود کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ
لیست الیھود علیٰ شیٔ وھم	دونوں توریت کے ماننے والے ہیں۔
یتلون الکتٰب۔	

ان تمام اختلافات کا فیصلہ کر کے اُن میں اخوت و اتحاد کا شیرازہ قائم کرنے والی اُن میں ایثار و ہمدردی کی صفت پیدا کرنے والی ان کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی میں لانے والی نماز ہے۔

یہ کتاب جو اس وقت ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے محض ایک نمونہ یا خاکہ ہے جو اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اس طرز اور اس طریقے پر ہمارے واعظین کو نماز کی طرف دعوت دینا چاہئے اور یہ بھی میرا ایک دلی جوش یا دیوانگی کی ترنگ ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں ذکرِ نماز ———— نماز کے متعلق چار کاموں کی ضرورت ہے :-

اوّل یہ کہ نماز کی محبت دل میں پیدا کی جائے، اور کم از کم اتنی محبت تو ہو جتنی بلا تشبیہ ایک غریب مفلس کو اپنے مال سے، یا ایک افیونی کو اپنی افیون سے، یا شرابی کو اپنی شراب سے ہوتی ہے۔

دوم یہ کہ پانچ وقت کی نماز کی پابندی جماعت اور مسجد کے ساتھ ادا کی جائے۔

سوم یہ کہ نماز کے ضروری مسائل کا علم حاصل کیا جائے۔

چہارم یہ کہ نماز کے اندر جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں اُن کے معانی و مطالب سے واقفیت حاصل کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ یہ چاروں مقصد ہماری اس کتاب سے حاصل ہوں گے۔

نام اس کتاب کا "نماز کی کتاب" رکھا گیا، اور اس کو تین ۳ رسالوں پر تقسیم کیا گیا۔

پہلے رسالہ میں نماز کی عظمت و رفعت کا بیان ہے، اور شاید کہ یہ بیان اس رسالہ کے مخصوصات سے ہو۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ سے پہلے دونوں مقصد حاصل ہو جائیں گے، نماز کی محبت بھی دل میں قائم ہو گی،

اور پابندی بھی۔ دوسرے رسالہ میں نماز کا طریقہ اور اُسکے ضروری مسائل کا بیان ہے۔ تیسرے رسالہ میں اذکارِ نماز کا ترجمہ ہے، اور اسی سلسلہ میں ایک ربع پارۂ عمّ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بھی ہے۔

خداوندا! تیری ہی توفیق نے اِس کام کی ہوس دل میں پیدا کی، اور تیری ہی بخشش نے اِس ہوس کو جامۂ ظہور پہنایا، اَب اِس خدمت کو قبول کرنا، اور اس میں یہ اثر دینا کہ مسلمانوں کے دلوں کو مسخّر کرکے تیری محبوب عبادت نماز کی طرف متوجہ کردے، اور پھر ان کی نماز کو نماز بنادینا تیرا ہی کام ہے۔

ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتك الّتی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذرّیتی انّی تبت الیك وانّی من المسلمین۔

کتبہٗ

افقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ

لکھنؤ

ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

نماز کی کتاب کا پہلا رسالہ

نماز کی عظمت و رفعت کا بیان

اے بھائیو! نماز بڑی چیز اور بہت ہی بڑی چیز ہے، اگر اس کی بڑائی اس کی تاثیرات اور خوبیاں تم معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو دیکھو کہ نماز کا تذکرہ کس قدر کثرت کے ساتھ اور کس کس عنوان سے ہے، کتنے بڑے بڑے وعدے کئے گئے ہیں، بے نمازیوں کے لئے کیسی سخت تہدیدیں اور کیسے قہر و غضب کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں نماز کا تذکرہ دیکھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اکثر مسلمان اس کی کچھ بھی عزت نہیں کرتے کہ اس کے لئے

صرف یہ معمولی لقب کہ نماز فرض ہے کافی سمجھتے ہیں۔

اس رسالہ کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ قرآن مجید سے نماز کا رتبہ دکھایا جائے مگر کچھ احادیث و آثار وغیرہ بھی آیات کے ساتھ یا ان کے بعد بیان کر دیئے گئے ہیں، تاکہ مطالب قرآنیہ کی مزید توضیح ہو جائے۔ ؎

مراد من سخن از بزم ساقی است
دگر از ہر چہ گویم اتفاقی است

لہٰذا اس رسالہ کو چار باب پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلے باب میں قرآن عظیم کی آیات کریمہ ہیں۔
(۲) دوسرے باب میں چند احادیث ہیں۔
(۳) تیسرے باب میں صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم کے چند اقوال ہیں۔
(۴) چوتھے باب میں نماز کی کچھ خصوصیات اور خوبیاں عقلی پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں۔ ومن اللہ الاستعانۃ فی البدایات، و بنعمتہ تتم الصالحات۔

پہلا باب
قرآنِ عظیم کی آیاتِ کریمہ

قرآن مجید میں نماز کا جس قدر ذکر ہے اُن سب آیات کا بیان کرنا نہ اِس وقت منظور ہے نہ اِس مختصر میں اس کی گنجائش ہے، بلکہ اِسوقت اُن آیات کا احاطہ بھی مقصود نہیں جو ذہن میں موجود ہیں۔ لہٰذا تبرکاً موافق عدد اسمائے حسنیٰ کے صرف ۹۹ آیتیں لکھی جاتی ہیں، اور ناظرین کی سہولت کے خیال سے اِس باب کو پانچ وصل پر تقسیم کیا جاتا ہے:۔

(۱) پہلے وصل میں وہ آیتیں ہیں جن میں نماز کا ذِکر صریح نہیں، مگر علمِ تفسیر کے جاننے والے بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔

(۲) دوسرے وصل میں وہ آیتیں جن میں نماز کا حکم بصیغۂ امر دیا گیا ہے۔

(۳) تیسرے وصل میں نماز کی ترغیبی آیتیں ہیں۔

(۴) چوتھے وصل میں نماز کی ترہیبی آیتیں ہیں۔

(۵) پانچویں وصل میں نماز کے مسائل کی آیتیں ہیں —— یا اللہ! میری مدد کر کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام پائے۔

پہلا وصل :۔۔۔۔۔۔۔۔

نماز کی وہ آیتیں جن میں تفسیر کی ضرورت ہے :۔۔۔۔۔۔

آیت (۱) :۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔۔۔۔۔۔ (سیقول، سورۂ بقرہ)

(ترجمہ) اور نہیں ہے اللہ (ایسا) کہ ضائع کر دے تمہارے ایمان کو بے تحقیق اللہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

(تفسیر) اِس آیت میں حق تعالیٰ نے جو فرمایا کہ اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا ایمان سے مراد نماز ہے۔ چنانچہ یہ مراد آیت کے سیاق و سباق سے بھی ظاہر ہے اور روایاتِ صحیحہ میں بھی مذکور ہے، آیت کے آگے پیچھے تحویلِ قبلہ اور نماز ہی کا ذکر ہے۔

حدیث :۔ امام بغویؒ اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں روایت کرتے ہیں کہ تحویلِ قبلہ کے بعد صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ :۔ یارسول اللہ صرفك اللہ الی قبلۃ ابراھیم فکیف باخواننا الذین ماتوا وھم یصلون الی[1]

---

[1] ترجمہ :۔ یارسول اللہ! اب اللہ نے آپ کو قبلۂ ابراہیمی کی طرف پھیر دیا، یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا، تو ہمارے اُن بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اُن کا انتقال ہوگیا، یعنی اُن کی نماز ہوئی کہ نہیں، اس پر آیت اُتری کہ اللہ تمہارے ایمان یعنی نماز کو جو بیت المقدس کی طرف تھی ضائع نہ کرے گا۔ ۱۲

بیت المقدس فانزل اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی صلوٰتکم الیٰ بیت المقدس۔

اسی مضمون کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے جس کا لقب اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، کتاب مذکور میں ایک مستقل باب ہے :۔ باب[1] الصلوٰۃ من الایمان وقول اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی صلوٰتکم عند البیت۔

ف۔ ناظرین ذرا اس مضمون کو غور سے دیکھ کر اپنے دل میں سوچیں کہ جب نماز ایمان ہے تو بے نمازی کو کیا کہنا چاہئے۔

آیت (۲)۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ــــــــــ (ومن یقنت، سورۃ احزاب)

(ترجمہ) بہ تحقیق ہم نے پیش کی امانت آسمانوں پر اور زمینوں پر اور پہاڑوں پر مگر ان سب نے اس (بارِ امانت) کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور اٹھا لیا اس بارِ عظیم کو انسان نے۔

(تفسیر) اگرچہ آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امانت سے مراد قولِ سدید[2] یعنی صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہنا، یا بالفاظِ دیگر

---

[1] ترجمہ۔ یہ باب ہے اس بیان میں کہ نماز ایمان میں سے ہے اور آیت وما کان اللہ الخ میں ایمان سے مراد وہ نمازیں ہیں جو کعبہ کے پاس بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں۔۱۲ [2] قول سدید کی تفسیر میں کئی قول ہیں معالم میں حضرت عکرمہ سے جو حبرالامۃ حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں یہی منقول ہے۔۱۲

معرفتِ الٰہی حاصل کرنا ہے، اگرچہ جن روایات میں بیان ہوا ہے کہ امانت سے مُراد "نماز" ہے وہ اس کے خلاف نہیں، کیونکہ نماز ایمانِ کامل کا لازم نتیجہ اور معرفتِ الٰہی کا بہترین پھل ہے۔

امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم" میں روایت لکھی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو اُنکے چہرۂ مُبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا، لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا

"اب اُس امانت کے اَدا کرنے کا وقت آگیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا، مگر سب اس امانت سے ڈر گئے اور انکار کر دیا" (علم الفقہ جلد دوم)

ف۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نماز کا پابند نہیں یا ٹھیک طریقے سے نماز نہیں پڑھتا وہ شخص امانتِ الٰہی میں خیانت کرتا ہے اور وہ بڑا ناخلف ہے کہ جس بات کا ذمہ ہم سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے ہم سب کی طرف سے اُٹھایا تھا وہ اُن کی ذمہ داری کو ذلیل کرنا اور جھٹلانا چاہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو خدا نے بڑا عالی ہمت بنایا ہے، جو شخص کم حوصلہ ہو اس کو انسان کہنا غلط ہے۔ دیکھ آسمان و زمین اور پہاڑ جیسی قوی ہیکل مخلوقات جس کام کی ہمت نہ کر سکے باوجودیکہ وہ کام ان پر پیش کیا گیا تھا انسان نے بغیر پیش کئے از خود اپنے ذمہ لے لیا۔ ؎

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

اگر کہا جائے کہ آیاتِ قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان زمین پہاڑ اور تمام کائنات نماز کی پابند ہے سب نماز پڑھتے ہیں نماز کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ آیت ۸۲ سے معلوم ہوگا، اور جبکہ اس آیت میں امانت سے نماز مراد ہوئی توچاہئے کہ نماز انسان کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ اور سب نے تو امانت کے اُٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ تو جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ کسی فریضہ کی ذمہ داری سے انکار کرنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم اس فریضہ کو ادا بھی نہ کرینگے۔ ثانیاً یہ کہ امانت سے مراد وہ خاص معرفت کی نماز ہے جو موجب تبتّل اور باعثِ تقربِ الٰہی ہو جس میں کانک تراہ[1] فان لم تکن تراہ فانہ یراک کی کیفیت حاصل ہو، اور یہ نماز یقیناً انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔

آیت (۳) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ (قال فما خطبکم سورۂ ذاریات)

(ترجمہ) بتحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے، لیں گے

---

[1] یہ ایک ٹکڑا حدیث کا ہے جس میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہ حاصل ہو تو یہ حالت ہونا چاہئے کہ یقیناً وہ تم کو دیکھ رہا ہے، جس نماز میں یہ دونوں کیفیتیں نہ ہوں وہ نماز بے رونق نماز ہوتی ہے، اور ایسی نماز میں نمازی کو کچھ حظ نہیں ملتا۔

جو کچھ دے گا اُن کو اُن کا پروردگار۔ بہ تحقیق وہ اس سے پہلے (یعنی دنیا کی زندگی میں) نیکی کرنے والے تھے، اور رات کو کم سوتے تھے، اور پچھلی رات میں استغفار کیا کرتے تھے۔

(تفسیر) اگرچہ آیت میں صراحۃً نماز کا نام نہیں، مگر ہر شخص جو اسلامی تعلیم سے کچھ بھی واقف ہے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ خالی رات کو جاگنا کوئی عبادت نہیں جس کی تعریف کی جائے نیز یہ کہ پچھلی رات میں استغفار کا کوئی خاص طریقہ شارع کی طرف سے سوا نماز تہجد کے تعلیم نہیں ہوئی، لہذا معلوم ہوا کہ رات کے جاگنے اور بوقت سحر استغفار کرنے سے "نماز تہجد" ہی مراد ہے۔ حق تعالیٰ تہجد گزار بندوں کی تعریف کر رہا ہے اور ان کے مدارج آخرت بیان فرما رہا ہے۔ ایک دوسرے مقام کی آیت ملانے سے یہ مراد بالکل واضح ہو جاتی ہے، قولہ تعالیٰ:۔ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ پھر تفاسیر معتبرہ کے مطالعے سے پورا اطمینان ہو جاتا ہے کہ بیشک اس آیت میں نماز ہی مراد ہے۔

امام بغوی تفسیر "معالم التنزیل" میں روایت فرماتے ہیں:۔ وقال[1] الکلبی ومجاهد ومقاتل وبالاسحار یصلون وذلک ان صلوتهم بالاسحار لطلب المغفرة۔

---

[1] ترجمہ۔ کلبی اور مجاہد اور مقاتل کہتے ہیں کہ بالاسحار ہم یستغفرون کا مطلب یہ ہے کہ پچھلی رات کو نماز پڑھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ پچھلی رات کی نماز انکی مغفرت طلب کرنے ہی کے لئے ہوتی ہے۔۱۲

ف ۔ اِس آیت میں گو صرف نمازِ تہجد کا بیان معلوم ہوا ہے لیکن پنجوقتی فرض نمازوں کی تاکید بدرجۂ اولیٰ نکلی، جو شخص ایسے آرام و غفلت کے وقت میں سوتے سوتے نماز کے لئے اُٹھ بیٹھا بھلا وہ فرائض کو کس طرح بھول سکتا ہے ۔ علاوہ اسکے رات کو کم سونے کی صفت جس کا ذکر آیت میں ہے دو نمازوں سے حاصل ہوتی ہے، اوّل نمازِ عشاء کہ وہ شروع رات میں سونے سے باز رکھتی ہے، نمازی کو نمازِ عشاء کے انتظار میں تقریباً ایک تہائی رات تک جاگنا پڑتا ہے، نمازِ عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے ۔ دوم نمازِ تہجد کہ وہ اخیر رات میں ہوتی ہے ۔ غرض نمازِ عشاء بھی قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ کی صفت میں داخل ہے ۔

آیت ۴ ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ‎ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ‎ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۔

(قال فما خطبکم، سورۂ ذاریات)

ترجمہ ۔ اور نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انس کو مگر اسی لئے کہ وہ میری عبادت کریں، میں نہیں چاہتا ان سے روزی، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، بہ تحقیق اللہ خود ہی سب کا رزق دینے والا طاقت والا مضبوطی والا ہے ۔ یعنی نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے سامانِ معیشت فراہم کریں، نہ یہ چاہتا ہوں کہ پکا پکایا کھانا میرے سامنے پیش کریں ۔

تفسیر - اس آیت میں عبادت کا لفظ عام ہے، تمام عبادتوں کے ضمن میں نماز کو بھی شامل ہے، مگر ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ خصوصیت کیساتھ نماز ہی مراد ہے۔ عبادت کے معنی[1] نماز میں جس قدر نمایاں ہیں کسی دوسری عبادت میں نمایاں نہیں، اور نماز بالاجماع اشرف عبادات اور راس و رئیس بلکہ اصل اصولِ طاعات ہے۔ پھر متعدد آیاتِ قرآنیہ میں یہ مضمون دیکھ کر کہ خدا نے نماز کا حکم دینے کے بعد رزق کا وعدہ کیا ہے، اور اس آیت میں حکم عبادت کے بعد رزق کا وعدہ ہے، ذہن اسی طرف سبقت کرتا ہے کہ عبادت سے مراد نماز ہے۔

آیت ۵ - فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔

(عم، سورۃ الم نشرح)

ترجمہ - پھر جب اے نبی آپ (ہدایتِ خلق کے کاموں سے) فارغ ہوں تو محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف رغبت کیجئے۔

تفسیر - محنت کرنے اور رب کی طرف رغبت کرنے سے نماز اور خاصکر

---

[1] عبادت کے معنی لغت میں کسی کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلّت کو ظاہر کرنا جیسا کہ امام اللغۃ علامہ زمخشری نے کشاف میں بذیل تفسیر سورۂ فاتحہ لکھا ہے۔ اور امام الحدیث علامہ بغوی نے معالم میں اس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ: معنی العبادۃ فی اللغۃ التذلل والانقیاد۔ اب دیکھو نماز میں یہ معنی کیسے نمایاں ہیں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور اس قدر ادب کے ساتھ کہ ادھر ادھر دیکھتے تک نہیں کسی سے کلام نہیں کرتے کھانے پینے اور بے ادبی کی تمام باتوں سے پرہیز کرتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر رکوع کی حالت اور اس سے بھی بڑھ کر زمین پر سر رکھ دینا ایسی عاجزی و ذلّت کا اظہار کس عبادت میں ہے۔ ۱۲

نمازِ تہجد مراد ہے، کیونکہ سورۂ مُزَّمِل میں صاف فرمایا ہے کہ دن کے وقت آپ کو فرصت نہیں ہو سکتی آپ کے متعلق بہت کام ہیں لہٰذا آپ رات کو اُٹھئے اور اپنے رب کا نام لیجئے، پس فرغت کی لفظ سے تورات کی طرف اشارہ نکلا اور پروردگار کی طرف رغبت کرنے سے نمازِ تہجد کی طرف اشارہ ہوا۔

امام بغوی معالم میں فقیہ الامۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔ وقال ابن مسعود اذا فرغت من الفرائض فانصب فی قیام اللیل یعنی ابن مسعودؓ نے کہا کہ جب فرائض سے فراغت پاؤ، تو نمازِ شب میں محنت کرو۔

ف یہ معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا اور خاصکر نمازِ تہجد قائم کرنا پروردگار کی طرف رغبت کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ جن کے دل خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ نمازِ تہجد سے کسی حال میں غفلت نہیں کرتے، اور نماز کے اہتمام میں اپنی ہستی فراموش کر دیتے ہیں۔

اے کریم کارساز! اپنے اس عاجز بندہ کے دل پر بھی ایک رشحہ اس رغبت کا کا ڈال دے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

دوسرا وصل :۔

نماز کا حکم بصیغۂ امر اور اس کی تاکید :۔

آیت ۶۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ــــــــ (والمحصنٰت سورۂ نساء)

ترجمہ۔ پس قائم کرو نماز بہ تحقیق، نماز ہی لکھی ہوئی یعنی فرض کی ہوئی ایمان والوں پر وقت کے ساتھ مقید کی ہوئی ہے۔

ف۔ اس آیت سے نماز کی فرضیت بڑے اہتمام کے ساتھ معلوم ہوئی اور نہ صرف ہم پر بلکہ شرائع سابقہ کے مومنین پر بھی کیونکہ لفظ کانت اور اُسکے مشتقات قرآن مجید میں دوام کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں۔

یہ مضمون جو اس آیت میں کانت کی لفظ سے نکالا گیا دوسری آیات میں مصرح ہے بایں معنی کہ اکثر انبیائے سابقین کے قصص میں نماز کا تذکرہ ملتا ہے۔ درمختار میں ہے:۔ ولم یخل عنها شریعة مرسل (یعنی نماز سے کسی پیغمبر کی شریعت خالی نہ تھی۔

آیت ۷۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ——— (سیقول، سورۂ بقر)

ترجمہ۔ حفاظت کرو نمازوں کی اور خاصکر درمیانی نماز کی، اور کھڑے ہو اللہ کے آگے ادب کرنے والے بن کر۔

ف۔ حفاظت کے اصلی معنی خیال رکھنے اور یاد رکھنے کے ہیں الحفظ نگاہ داشتن پس مطلب یہ ہوا کہ ہر وقت نماز کا خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ فوت ہو جائے معاذ اللہ منہ درمیانی نماز سے بقول اکثر مفسرین اور مطابق اکثر احادیث صحیحہ کے نمازِ عصر مراد ہے، نمازِ عصر کی زیادہ تاکید غالباً اس سبب سے کی کہ دنیا کے اکثر کاروبار میں زیادہ مشغولی اور بیکاروں کی سیر و تفریح کا یہی وقت ہوتا ہے۔ قانتین کی لفظ میں ایک دفتر نماز کے مسائل کا لپٹا ہوا ہے۔ بہت سے

افعال جو نماز میں منع ہیں ان کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ادب کے خلاف ہیں، جو زیادہ خلافِ ادب ہیں ان سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے، جن احادیث میں ان مسائل کا بیان ہے وہ اسی لفظ قانتین کی تفسیر ہیں۔

حدیث (۱) عن ابن مسعود و سمرة بن جندب قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر۔

(ترمذی)

ترجمہ ۔ ابن مسعود اور سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔

حدیث (۲) عن بریدة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ——— (بخاری)

ترجمہ ۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اُس کی نیکیاں اکارت ہو گئیں۔

نماز نہ قائم کرنا مشرکانہ فعل ہے:۔

آیت ۸ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

(اتل ما اوحی، سورۂ روم)

ترجمہ ۔ اور قائم کرو نماز اور نہ ہو مشرکوں میں سے۔

ف ۔ اس آیت سے نہایت سخت تاکید نماز کی ثابت ہوئی اور بڑی سخت تہدید نماز نہ قائم کرنے والوں کو فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ قائم کرنا ایک مشرکانہ فعل ہے

(معاذ اللہ منہ) - قرآن مجید میں نماز کا حکم اکثر و بیشتر قائم کرنے کی لفظ سے دیا گیا ہے
اقیموا الصّلوٰۃ - یقیمون الصّلوٰۃ - اقاموا الصّلوٰۃ - اقام الصّلوٰۃ -
مقیمی الصّلوٰۃ وغیرہ وغیرہ - پس ضرور ہے کہ اس لفظ میں کوئی خاص بات ہے -
زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ عرب کا ایک خاص محاورہ تھا، کہ :-
"قامت السوق" (بازار قائم ہوگئی) اور یہ لفظ اُس وقت بولتے تھے جب
بازار اپنی پوری رونق پر آجاتی - قرآن کریم میں اسی محاورہ کا استعمال نماز کیلئے
کیا گیا کہ نماز قائم کرو یعنی پوری رونق کے ساتھ نماز پڑھو -

نماز کی آراستگی اور رونق بغیر اُن چار باتوں کے نہیں ہوتی جن کا ذکر دیباچہ
میں کیا گیا - شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں
وھذہ الآیۃ مما استدل بہ من یری تکفیر تارک الصّلوٰۃ
لما یقتضیہ مفھومھا واجیب بان المراد ان ترک الصّلوٰۃ
من افعال المشرکین فورد النھی عن التشبہ بھم لا ان من
وافقھم فی الترک صار مشرکا وھی من اعظم ما ورد فی القراٰن
من فضل الصّلوٰۃ - یہ ناچیز کہتا ہے کہ ترک صلوٰۃ تو بڑی بات ہے آیت میں تو

۱۲۶۷۶

لہ ترجمہ - یہ آیت ان دلائل میں سے ہے جن سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو تارک الصّلوٰۃ
کو کافر کہتے ہیں کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے - اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ترک نماز
مشرکوں کا فعل ہے لہذا ان کے تشبہ سے منع کیا گیا، نہ یہ کہ جو اس فعل کا مرتکب ہو وہ مشرک ہو جائے
یہ آیت فضائل نماز کی سب آیات سے زیادہ مکمل ہے -

نماز کے قائم نہ کرنے کو مشرکانہ فعل فرمایا ہے، یعنی نماز پڑھتا ہو مگر بے رونق نماز اسکی تہدید ہے، جیسا کہ ایک اور آیت سے جو آگے آئے گی معلوم ہو گا کہ مشرکوں کا فعل صرف ترکِ صلوٰۃ نہ تھا بلکہ نماز کو بے رونق اور خراب طریقے سے پڑھنا بھی اُن کا فعل تھا۔

حدیث (۳) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال، من حافظ علیہا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف (رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو نماز کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن اُس کے لئے نور ہو گا برہان ہو گا نجات ہو گی، اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے (یعنی بالکل نہ پڑھے یا پڑھے مگر بے رونق مشرکانہ طریقہ سے) نہ اُس کے لئے نور ہو گا نہ برہان نہ نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون فرعون ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا - یہ حدیث مسند امام احمد اور دارمی اور بیہقی کی کتاب "شعب الایمان" میں ہے)۔

ف - قارون فرعون ہامان جن کا ذکر حدیث میں ہے وہ مشہور کفار ہیں جن کی

سرکشی و بدحالی کا ذکر قرآن شریف میں بیش از بیش ہے۔ اور ابی بن خلف وہ نامراد ہے جس کو حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے قتل کیا، اس شقاوت میں کوئی کافر اس کا ہم پلہ نہیں۔

آیت ۹۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ـــــــــ (الٓمّٓ سورۂ بقر)

ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور جو بھلائی آگے بھیجو گے اپنی جانوں کے لئے اُس کو اللہ کے پاس (موجود) پاؤ گے (یعنی یہ نیکیاں تمھاری ضائع نہ ہوں گی) بہ تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہا ہے۔

ف۔ پہلے نماز قائم کرنے کا حکم دیا پھر اُس پر لفظ خیر کا اطلاق کیا، پھر اُس کے پاس موجود رہنے اور آخرت میں بکار آمد ہونے کی خبر دی، پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم تمھارا ہر عمل دیکھتے ہیں۔

آیت ۱۰۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۔ (قد افلح، سورۂ نور)

ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول ؑ کی، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا نزولِ رحمتِ الٰہی کا سبب ہے اور نماز کے حکم کے بعد رسول کی اطاعت کا حکم دینا ایک لطیف نکتہ کی طرف اشارہ ہے

وہ یہ کہ نماز پڑھنے کا طریقہ اور اُسکے جزئیات مسائل قرآن مجید میں مفصلاً نہیں بیان ہوئے، لہٰذا اس حکم کی تعمیل کے لئے تم کو رسولؐ کی اطاعت کرنی چاہئیے، جس طرح اُن کو دیکھو، اور جس طرح وہ فرمائیں اُسی طرح نماز قائم کرو۔

حدیث (۴) عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ۔ (صحیحین)

ترجمہ۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ نماز ویسی پڑھو جیسی تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھی، اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے، اور جو شخص تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ایک نسخۂ کیمیا ہے کسی کتاب میں اس کا طریقہ دیکھ کر یا کسی سے سُن کر انسان اُس کو نہیں بنا سکتا، تاوقتیکہ کسی استاد حاذق کی زیر نگرانی اپنے ہاتھ سے نہ بنائے یا اُس کو بناتے ہوئے نہ دیکھ لے۔ افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس کا خیال نہیں کرتے کہ نماز کا پڑھنا کسی عالم ربانی کسی مرشد حقانی سے سیکھیں، اُس کی خدمت میں رہ کر اُس کی نماز کی ہر ہر ادا کو دیکھیں، اُس کا قیام و قعود اُس کا رکوع و سجود اُس کی حالت و کیفیت کا طالبانہ نظر سے مطالعہ کریں، بلکہ اپنے ہی جیسے جاہل یا بے عمل سے سیکھ کر یا کسی کتاب میں دیکھ کر نماز شروع کر دیتے ہیں، گو نہ پڑھنے سے تو یہ بھی بہتر اور بہت بہتر ہے کم از کم یہ کہ فرض تو اُتر جاتا ہے مگر صرف اس پر قناعت کرنا سخت نادانی اور

سراسر ظلم ہے ـــــــــــــ ہ

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے
کس طرح جاتا ہے دل، بیدل سے پوچھا چاہئے

آیت ۱۱ - وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا - (تبارك الذی، سورۂ مزمل)

ترجمہ - اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو قرض دینا اچھا، اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس موجود پاؤ گے بلکہ وہ تمہارے لئے زیادہ مفید اور بڑی نتیجہ دینے والی چیز ہے۔

ف - اچھا قرض اس کو کہتے ہیں کہ دینے والا احسان نہ رکھے تقاضا نہ کرے لینے والا ٹھیک وعدے پر دے، اور بڑی کشادہ دلی اور شکر گزاری کیسا تھ دے۔ راہ خدا میں جو مال خرچ کیا جائے اس کو خدا نے اپنے ذمہ قرض فرمایا۔ اس لطف و کرم کی کچھ حد ہے، خرچ کریں ہم اپنے نفع کے لئے اور وہ بے نیاز جس کو ہمارے خرچ سے یا کسی عبادت سے کچھ نفع نہیں اس کو اپنے ذمہ قرض فرمائے۔

تنبیہ - اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کا لفظ قرآن شریف میں بہت جگہ ہے ہم نے صرف چار آیتیں نقل کیں۔ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ قرآن کریم میں ۳۲ جگہ ہے فقہا نے اس سے زکوٰۃ کی اہمیت پر استدلال کیا ہے۔

آیت ۱۲ - يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ـــــــــ (اتل ما اوحی سورۂ لقمان)

ترجمہ - اے میرے چھوٹے بیٹے قائم کر نماز اور لوگوں کو حکم دے اچھی بات کا اور منع کر بُری بات سے اور صبر کر مصیبت پر جو پہونچے بتحقیق یہ کام ہمت کے ہیں۔

ف - حق تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے حال میں بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں، اسی سلسلہ کی ایک آیت یہ ہے۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں - اوّل یہ کہ یہ تین چیزیں جن کا حکم آیت میں ہے بڑی ہمت کے کام ہیں جو کم حوصلہ ذرا ذرا سی باتوں میں گھبرا جاتا ہو وہ ان کاموں کو نہیں کرسکتا۔ اچھی باتوں کا حکم دینے اور بُری باتوں سے روکنے میں تو دوسروں کی طرف سے ایذائیں پہونچتی ہیں لیکن نماز کا معاملہ اس سے بھی زیادہ نازک ہے کہ خود اپنے ہی نفس کی طرف سے ہزاروں رکاوٹیں ہزاروں تکلیفیں اور دقتیں درپیش ہیں، کبھی سردی کا وقت ہے وضو اور غسل کرنا اور مسجد جانا نفس پر شاق ہے، کبھی گرمی کی شدت ہے نازک بدنوں کو خس خانوں سے مسجد جانا مشکل ہے، کوئی وقت سونے کا ہے اُس وقت نماز آرام میں خلل انداز ہوتی ہے، تجارت پیشہ اور کاروباری لوگ بار بار اپنا کام چھوڑ کر نماز کے لئے اُٹھنا اور ایک معقول وقت اس میں خرچ کرنا اپنی روزی میں خلل اندازی کا سبب سمجھتے ہیں، لہٰذا ضروری ہوا کہ اس حکم کے ساتھ صبر کی بھی تعلیم دی جائے - سہ

ناز پروردِ تنعم نبرد راہ بدوست ✤ عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

اکثر آیتوں میں نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تعلیم فرمائی ہے اور روزی دینے کا وعدہ
کیا ہے، جیسا کہ بہت سی آیتوں میں ملے گا اس کی یہی "حکمت" ہے۔ صبر کی لفظ ذ
وحشت انگیز لفظ ہے مگر یاد رکھو۔ ؎

نہ تلخ ست صبر یکہ بر یاد اوست
کہ تلخی شکر باشد از دست دوست

نفس کے اوپر جو مشقتیں پیش آئیں اُن کے کالعدم کرنے کے لئے صبر کا حکم دیا، اور روزی
میں خلل پڑنے کا وسوسہ دفع کرنے کے لئے رزق کا وعدہ فرمایا۔ ع

ئے بہ قربانت چہ نیکو داوری

۲
دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید
کریں اور اس کی ترغیب دیں جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کے لئے کیا، ا
صیغہ تصغیر سے (جس کے معنی چھوٹے بیٹے کے ہیں) اس بات کی طرف اشارہ نکلا کہ
بچپن سے نماز کا عادی بنانا چاہیئے۔

حدیث (۵)۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم
بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم
ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع۔ رواہ ابوداؤد
وکذا رواہ فی شرح السنۃ عنہ وفی المصابیح عن سبرۃ
ابن معبد ———————— (مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور شعیب عمرو کے

دادا محمد بن عبداللہ ابن عمرو بن عاصؓ سے، یا اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ ساؔت برس کے ہوجائیں، اور نماز کے لئے اُنکو مارو جب وہ دسؔ برس کے ہوجائیں، اور دسؔ برس کی عمر میں بچوں کے بستر بھی الگ کردو ایک ساتھ نہ لیٹنے پائیں۔ اِس حدیث کو ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے، اور مصنّف نے بھی شرح السنہ میں اسی طرح یعنی عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، مگر مصابیح میں حضرت سبرہ بن معبد جہنی سے روایت کیا ہے۔

آیت ۱۳۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ؕ ۔

(قال الماقل، سورۂ طٰہٰ)

ترجمہ ۔ اور حکم دیجئے اے نبیؐ اپنے اہل کو نماز کا اور خود بھی اُس پر قائم رہئے اور اقامت نماز میں جو تکلیف پیش آئے اُس پر صبر کیجئے ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود آپ کو روزی دیتے ہیں اور انجام (کی خیریت) تقویٰ کے لئے ہے۔

ف ۔ اہل کے معنیٰ بی بی اسی معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں بکثرت مستعمل ہے اور ہوسکتا ہے کہ اہل کے لفظ سے تمام متعلقین مراد لئے جائیں۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوؔ حکم دیئے گئے۔ اوّلؔ یہ کہ اپنی بیبیوں پر نماز کی تاکید کیجئے، دوسرے یہ کہ خود بھی نماز کی پابندی فرمایئے معلوم ہوا

کہ نماز اتنا بڑا فریضہ ہے کہ نبی اور نبی کی بیبیاں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ـــــ نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تلقین اور روزی دینے کا وعدہ اسی حکمت پر مبنی ہے بارھویں آیت کے فائدے میں بیان ہوئی۔

حدیث (۶)۔ عن ابن عمران عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان یصلی من اللیل ماشاء اللہ حتی اذا کان من اٰخر اللیل ایقظ اھلہ للصلوٰۃ یقول لھم الصلوٰۃ ثم یتلو ھٰذہ الاٰیۃ وأمر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوٰی ـــــ (موطا امام مالکؒ)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو جب نماز تہجد پڑھ چکتے تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے اور اسی آیت کی تلاوت کرتے۔

حدیث (۷)۔ عن جریر بن عبد اللہ قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم ـــــ (صحیح بخاری باب البیعۃ علی اقام الصلوٰۃ)

ترجمہ۔ حضرت جریر[1] بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

---

[1] حضرت جریرؓ اپنی قوم کے سردار تھے، سنہ ۱۰ھ میں مشرف باسلام ہوئے، اور اسی وقت یہ بیعت بھی ہوئی۔ حضرت جریرؓ نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کرتے ہی تھے، مسلمانوں کی خیر خواہی میں اُن کو بے نظیر شغف تھا۔ ایک مرتبہ اُنکے غلام نے اُن کے لئے ایک گھوڑا تین سو درہم میں مول لیا جب انھوں نے دیکھا تو بیچنے والے کے پاس گئے اور کہا کہ تمھارا گھوڑا اس سے زیادہ قیمت کا تھا اور قیمت بڑھانا شروع کی، یہاں تک کہ آٹھ سو درہم اُس کو دیئے۔ ۱۲ (فتح الباری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

ف۔ شیخ الاسلام "فتح الباری" میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل ما یشترط بعد التوحید اقامۃ الصلوٰۃ" یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عقیدۂ توحید کے بعد سب سے پہلی شرط نماز کے متعلق کرتے تھے۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دے کر کہ اپنی بیبیوں پر نماز کی تاکید رکھئے، پھر خود ہی نبی کی بیبیوں کو مخاطب بنا کر نماز کا حکم دیا۔ سورۂ احزاب میں فرمایا:۔

"وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ" (یعنی اے نبی کی بیبیو نماز قائم کرو)۔ اس اہتمام کی کچھ حد ہے۔ معلوم ہوا کہ تعلیم و ترویج نماز کی خدمت اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق کر دی جائے تو اس کا یہ نتیجہ نہ ہونا چاہیئے کہ خود اس کام کو ترک کر دیں۔

آیت ۱۴۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝

(سبحٰن الذی۔ سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ قائم کر تو نماز آفتاب ڈھلنے کے وقت سے تاریکی شب تک اور (لازم سمجھ) پڑھنا فجر کا بہ تحقیق پڑھنا فجر کا ہے گواہی دیا ہوا۔

ف۔ اس آیت میں اوقات نماز کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور نماز فجر کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ گواہی دی ہوئی نماز ہے یعنی فرشتوں سے اسکی گواہی طلب کی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں مفصلاً مذکور ہے۔

حدیث (۸) ۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار ویجتمعون فی صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر ثم یعرج الذین باتوفیکم فیسألھم ربھم وھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکنا ھم وھم یصلون فاتینا ھم وھم یصلون ______ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پے درپے آتے ہیں تمہارے پاس کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن[1] کو اور جمع ہوتے ہیں یہ سب نماز فجر اور نماز عصر میں پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس رہے تھے پس پوچھتا ہے اُن سے پروردگار اُن کا حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے آگاہ ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ، اور جب ہم اُن کے پاس گئے تھے اُس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔

---

[1] ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اعمال لکھنے کیلئے رہتے ہیں جن کو کرامًا کاتبین کہتے ہیں، ان فرشتوں کی تبدیلی دو وقت ہوا کرتی ہے نماز فجر کے وقت اور نماز عصر کے وقت ۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "جو فرشتے ایک بار آچکتے ہیں دوبارہ نہیں بھیجے جاتے" ۱۲

آیت ۱۵۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ
اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ ـــــــــــ (اتل ما اوحی۔ سورۂ عنکبوت)

ترجمہ۔ تلاوت کیجئے اے نبی اُس کتاب کی جو آپ کی طرف بذریعۂ وحی بھیجی گئی اور قائم کیجئے نماز۔

ف۔ نماز کا بار بار حکم دینا اور پھر سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پھر تلاوتِ قرآن اور نماز کا حکم ساتھ دینے سے اور نہ صرف اس آیت میں بلکہ اور آیات میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تلاوتِ قرآن نماز کا رکنِ اعظم ہے۔ اس آیت کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں نماز کے اندر سورۂ فاتحہ اور اُس کے بعد دوسری سورت کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث (۹)۔ روی ابوداؤد بسند قوی عن ابی سعید
امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب
وما تیسر ــــــــــ (فتح الباری)

ترجمہ۔ یعنی ابوداؤد نے بہ سندِ قوی حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگوں کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور اُس کے ساتھ جس قدر قرآن آسان ہو پڑھا کریں۔

آیت ۱۶۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ
مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ
ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؕ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ
فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا ۝ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۝ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ۝

ترجمہ :- اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا کی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم جانتے ہو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو پھیل جاؤ اللہ کی زمین میں اور تلاش کرو اللہ کی بخشش اور ذکر کرو اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ اور جب ان لوگوں نے دیکھی کوئی تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو چلے گئے اس کی طرف اور چھوڑ دیا اے نبی آپ کو کھڑا ہوا کہدیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل سے اور تجارت سے اور اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے۔

ف ۔ ان آیتوں میں نماز جمعہ کے لئے صرف حکم نہیں دیا بلکہ اس کے لئے اس قدر اہتمام کیا کہ دوڑنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ ان آیتوں میں علاوہ فرضیتِ نماز جمعہ کے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں :-

(۱) نمازِ جمعہ کے لئے دوڑنا چاہئے یعنی کوشش کر کے جلد پہونچنا چاہئے۔

(۲) نمازِ جمعہ کے لئے اذان کا بھی ثبوت ہوا جیسا کہ اور نمازوں کیلئے دوسری آیت میں ہے۔

(۳) نماز کو اللہ کا ذکر فرمایا جیسا کہ دوسری آیات میں بھی ہے۔

(۴) نمازِ جمعہ کے لئے مصر کا شرط ہونا بھی اشارۃً معلوم ہوا، خرید و فروخت کا

ترک کرنا وہیں ہو سکتا ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو، اور خرید و فروخت معتد بہ وہیں ہوتی ہے جہاں بازار ہو، اور ایسے ہی مقام کو مصر کہتے ہیں ۔

(۵) نمازِ جمعہ کے لئے خطبہ کا ثبوت ہوا اور خطبہ کا کھڑے ہو کر پڑھنا بھی معلوم ہوا کہ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا سے بالاتفاق خطبہ کی حالت مراد ہے، اور روایاتِ صحیحہ شانِ نزول سے بھی یہی ثابت ہے، اور حدیث سے ثابت ہے کہ دو خطبے ہونے چاہئیں اور دونوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا چاہیئے ۔

(۶) جمعہ میں جماعت کی ضرورت بھی معلوم ہوئی ورنہ چلے جانے والے معتوب نہ ہوتے ۔

(۷) یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان جمعہ کے بعد نماز ختم ہونے تک خرید و فروخت حرام ہے، اور اس اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے ۔

(۸) جو لوگ کسی لہو و لعب یا تجارت میں مشغول ہونے کے باعث سے نمازِ جمعہ بلکہ اسکے خطبے میں شریک نہ ہوں ان کا معتوب ہونا معلوم ہوا ۔

(۹) نمازیوں سے اور خاصکر نمازِ جمعہ پڑھنے والوں سے فلاح اور رزق کا وعدہ فرمایا گیا ہے ۔

تیسرا وصل :

نماز کی ترغیبی آیتیں :

نماز کیساتھ محبت کی تعلیم

آیت ۱۷ - رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ

ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ——— (وما ابرئی، سورۂ ابراھیم)

ترجمہ۔ اے ہم سب کے پروردگار میں نے اپنی ذریت (یعنی بی بی بچہ) کو ایک ایسے جنگل میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے پروردگار محض اسلئے کہ وہ نماز قائم کریں پس کر دے لوگوں کے دلوں کو ایسا کہ جھکیں ان کی طرف اور رزق دے اُن کو میوؤں سے تاکہ وہ شکر کریں۔

ف۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا اس آیت میں نقل فرمائی گئی ہے جس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اُن کو حکم خداوندی ملا کہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو اور ان کی والدہ کو ایک ایسے جنگل میں چھوڑ آئیں جہاں کوئی چیز نہ پیدا ہوتی ہو۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے لختِ جگر کو اس جنگل میں لاکر چھوڑا جس کا نام آج مکہ معظمہ ہے جہاں زندگی کا کوئی سہارا نہ تھا، اس جنگل میں کیا معنی اسکے اِدھر اُدھر کوسوں تک کھانے کے لئے گھاس یا درخت کی پتی اور پیاس بجھانے کیلئے گیلی مٹی بھی نہ مل سکتی تھی، اس جنگل میں چھوڑ کر چلے تو یہ دعا مانگی کہ اے پروردگار میں نے اس جنگل میں محض اس لئے چھوڑا ہے کہ تیرے حرمت والے گھر یعنی کعبۂ مکرمہ کا سا منا رہے اور اس کی بابرکت تاثیرات سے یہ لوگ نماز قائم کرنے والے بنیں۔ کعبۂ مکرمہ کی بھی بڑی بزرگی ثابت ہوئی کہ وہ نماز کا متذکرہ ہے، ایسی ہی بزرگیوں کے سبب سے اس کو ھُدًی لِلنَّاس فرمایا۔

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قصہ مسلمانوں کو اسی لئے سنایا کہ دیکھو خدا کے بندے نماز کو کس قدر پیار کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بی بی اور اکلوتے[۱] بیٹے کی زندگی اتنی پیاری نہ تھی جتنی کہ نماز۔ اگر وہ ان کی زندگی کو زیادہ عزیز رکھتے تو اس جنگل میں جاکر چھوڑ آتے کہ وہاں خود تو کوئی پیداوار نہ ہوتی مگر اسکے قریب کوئی ایسی آبادی ہوتی جس سے یہ اُمید کی جاسکتی کہ شاید کسی کا گذر اس جنگل کی طرف ہو جائے اور وہ ایک معصوم بچہ اور اس کی ماں کو بھوک پیاس میں تڑپتا ہوا دیکھ کر ترس کھائے اور ان کی پرورش کا سامان کردے، مگر خدا کے خلیل کو سب سے زیادہ پیاری نماز تھی انھوں نے نماز کی فکر کو زندگی کی فکر سے مقدم رکھا، اُن کے دل پر نماز کی محبت کا قبضہ تھا، اُن کے دماغ میں نماز کے عشق کی سلطنت تھی۔ اے خدا کے خلیل تم کو یہ دل و دماغ مبارک رہے۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دعا۔ اے خدا اپنے خلیل اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہما وسلم کے طفیل میں اپنے اس عاجز گنہگار بندے کے دل پر بھی ایک ذرہ اس محبت کا ڈال دے اور اپنی معرفت عطا فرما، تاکہ تیری عبادت تیری نماز ہر چیز سے زیادہ اس بندے کی محبوب بن جائے۔ سچ ہے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند

فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کند

آیت ۱۸۔ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ

---

[۱] اس واقعہ کے وقت حضرت اسمٰعیل اکلوتے ہی تھے، اسکے بہت بعد حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ ۱۲

اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ ـــــ

(ومالی، سورۂ ص)

ترجمہ ۔ اور بخشا ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) جو کیا ہی اچھا بندہ تھا بیشک وہ بڑا رجوع ہونے والا تھا، وہ واقعہ یاد کرو جب اُسکے سامنے تیسرے پہر کو عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے (اور وہ ان کے معائنہ میں مشغول تھا کہ یکایک آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر کا وقت جاتا رہا) تو وہ کہنے لگا کہ میں مال کی محبّت میں مبتلا ہوا اپنے پروردگار کے ذکر سے غافل ہو کر یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں چھپ گیا ان گھوڑوں کو میرے پاس واپس لاؤ، پھر لگا وہ چھانٹنے اُن کے پیروں اور گردنوں کو یعنے سب کو مار ڈالا۔

ف ۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بڑی تعریف فرمائی اور ان کو دو خطاب دیئے ایک نعم العبد یعنی بہت اچھا بندہ دوسرا اوّاب یعنی خدا کی طرف بڑا رجوع ہونے والا اور اس تعریف و خطاب کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ نماز کے ساتھ اُن کو اس قدر محبّت تھی کہ نماز کے فوت ہو جانے سے ایسے بےچین اور سراسیمہ ہو گئے کہ جن گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کے سبب سے یہ آفت آئی تھی اُن سب کو قتل[1] کر دیا۔

---

[1] گھوڑوں کو قتل کرنا مال کا ضائع کرنا نہ تھا ممکن ہے کہ اُن کی شریعت میں گھوڑے کا گوشت (بقیہ ص۳۹)

مسئلہ معلوم ہوا کہ نماز کے ساتھ مسلمانوں کو اس قدر محبت ہونی چاہیے کہ اگر خدانخواستہ کبھی مجبوری و معذوری میں نماز فوت ہو جائے تو اس کا بھی رنج ہو، دوسرا یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو چیز نماز میں خلل انداز ہو اس سے فوراً قطع تعلق کریں۔

حدیث (۱۰) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قفل من غزوۃ خیبر سار لیلۃ حتی اذا ادرکہ الکری عرس وقال لبلال اکلأ لنا فصلی بلال ما قدر لہ ونام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فلما تقارب الفجر استند بلال الی راحلتہ موجہ الفجر فغلب بلالا عیناہ وھو مستند الی راحلتہ فلم یستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا بلال ولا احد من اصحابہ حتی ضربتھم الشمس فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولھم استیقاظا ففزع رسول اللہ علیہ وسلم فقال ای بلال فقال بلال اخذ بنفسی الذی اخذ بنفسک قال اقتادوا فاقتادوا رواحلھم شیئا (وفی روایۃ مالک عن زید بن اسلم) قال ان ھذا

(ص ۳۸ کا بقیہ حاشیہ) حلال ہو چلیا کہ ہماری شریعت کے بھی بعض مجتہدین کا مذہب ہے، اور ہو سکتا ہے مار ڈالنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ گھوڑے ایسے تھے کہ جس کو بھی دیتے اندیشہ تھا کہ وہ بھی اسی طرح بھول جائے بہرحال جب خدا نے ان کے اس فعل سے رضامندی ظاہر فرمائی تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

وادبه شیطان فرکبوا حتی خرجوا من ذلك الوادی ثم
توضأ رسول الله صلی الله علیه وسلم وامر بلالا فاقام الصلوٰة
فصلی بهم الصبح فلما قضی الصلوٰة قال من نسی الصلوٰة
فلیصلها اذا ذکرها فان الله تعالیٰ قال واقم الصلوٰة لذکری۔

(مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب
غزوۂ خیبر سے لوٹے تو ایک شب رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ
جب آپ کو نیند معلوم ہوئی تو آپ نے آخر شب میں مقام کر دیا، اور
بلال سے فرمایا کہ تم پہرہ دینا پس بلال نے نمازِ تہجد پڑھی جس قدر کہ
ان کی قسمت میں تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
اصحاب سو رہے، جب فجر کا وقت قریب آیا تو بلال اپنی سواری سے
تکیہ لگا کر بیٹھ گئے لیکن نظر ان کی آسمان ہی کی طرف تھی، مگر نیند کا
اس قدر غلبہ ہوا کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے، پس نہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ
وسلم بیدار ہوئے نہ بلال، نہ کوئی صحابی، یہاں تک کہ دھوپ نے
ان کو بے چین کیا تو سب سے پہلے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار
ہوئے، آپ (یہ دیکھ کر کہ فجر کا وقت جاتا رہا) گھبرا گئے، اور فرمایا کہ
"اے بلال کیا ہوا؟"۔ بلال نے عرض کیا کہ "میرے نفس کو بھی اسی نے
لے لیا جس نے حضورؐ کے نفسِ قدسی کو لے لیا"۔ آپ نے فرمایا کہ
"اچھا یہاں سے نکل چلو"۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنی سواریاں کچھ

آگے بڑھالیں (اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس وادی میں شیطان ہے پس سب لوگ سوار ہو کر اس وادی سے باہر چلے گئے) اسکے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور بلال کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں، پھر فجر کی قضا آپ نے جماعت سے پڑھی، جب نماز ختم ہو چکی تو آپ نے فرمایا کہ "جو شخص نماز کو بھول جائے تو چاہیئے کہ جس وقت یاد آئے اُسی وقت پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز میرے ذکر کے وقت قائم کرو"

یہ حدیث واقعۂ لیلۃ التعریس کے نام سے مشہور ہے، امام مسلم و امام مالک کے علاوہ ابوداؤد حاکم نسائی بیہقی طبرانی نے بھی اس کو بالفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔

خدا کی عجیب حکمت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے فوت ہو جانے کو بھی ہمارے حق میں رحمت اور ایک عمدہ سبق بنا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصّے سے جو مسئلہ نکلا وہ بیان ہو چکا، واقعۂ لیلۃ التعریس سے جو مسائل نکلتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے۔

مسائل معلوم ہوا کہ جس مقام میں کسی مسلمان کی نماز فوت ہو وہاں شیطان کا دخل ہے اور سُنّت ہے کہ اُس مقام سے جس قدر جلد ممکن ہو نکل جائیں۔ اللہ اکبر نماز کا ترک کرنا نہیں، بلکہ فوت ہو جانا اِس قدر سخت بات ہے کہ اُس کی شامت سے وہ جگہ ہی منحوس ہو جاتی ہے۔ وائے برحال اُن مکانوں کے جن میں نماز فوت نہیں بلکہ ترک کی جاتی ہو، اور وائے برحال اُن لوگوں کے جو اُن مکانوں میں بے تکلف رہتے ہوں۔

آیت ۱۹ ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ

ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ (قد افلح، سورۂ نور)

ترجمہ ۔ کچھ مرد کہ نہیں غافل کرسکتی ان کو کوئی سوداگری اور نہ کوئی خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں وہ اُس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور نگاہیں یعنی قیامت کے دن سے ۔

ف ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کی ہے نماز کے ایسے عاشق ہوتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار دنیا کی مال و دولت میں اتنی طاقت کہ اُن کو نماز سے روک لے، یہ بھی فرمایا کہ وہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں ۔
یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نماز کے ذکر میں قیامت کا اکثر ذکر آیتوں میں ہی اور ایسے عنوان سے ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے غفلت اور اس میں سستی بغیر اس کے عقیدۂ قیامت میں ضعف ہو نہیں ہوتا (معاذ اللہ منہ) ۔

آیت ۲۰ ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔ (والمحصنٰت سورۂ نساء)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک جو کچھ کہو اُس کو سمجھنے لگو ۔

ف ۔ اس آیت سے ایک عجیب اور نہایت عجیب شان محبوبیت کی نماز کے لئے ثابت ہوتی ہے ۔ اگر نماز کی محبت دلوں پر غالب نہ ہوتی اگر مسلمانوں کی باگ نماز کے ہاتھ میں نہ ہوتی تو اس آیت کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے تھا کہ جو لوگ

راب کے عادی تھے اُن سے نماز ترک ہو جاتی، کیونکہ آیت میں بظاہر شراب
ے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے،
انکہ نتیجہ یہ ہوا کہ شرابیوں کی شراب چھوٹ گئی اور یہی اصل مقصد آیت کا تھا
ب بادشاہ کسی سے کہتے ہیں کہ تم فلاں حالت سے ہمارے دربار میں نہ آیا کرو
من کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس حالت کو ترک کرو، نہ یہ کہ دربار میں
نا چھوڑ دو۔

شراب کے متعلق تین آیتیں قرآن مجید میں اُتریں پہلی آیت وہ جو بیقول
رۂ بقرہ میں ہے کہ شراب میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے مگر اس کا گناہ بہ نسبت
ے کے زیادہ ہے، ایک بڑی تعداد نے اُسی وقت شراب چھوڑ دی، اسکے بعد
یت نازل ہوئی جو اوپر لکھی گئی، اسکے نازل ہونے سے تارکین شراب کی
اد میں بہت اضافہ ہوا۔ معالم التنزیل میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
حابۂ کرام کی ایک جماعت نے شراب چھوڑ دی اور کہنے لگے:۔

"لا خیر فی شئ یحول بیننا وبین الصلوۃ" یعنی اُس چیز میں
کچھ خوبی نہیں جو نماز میں خلل انداز ہو۔

بعض نے یہ انتظام کیا کہ نمازِ عشاء کے بعد پیتے تھے تاکہ فجر تک نشہ باقی نہ رہے، اور
ی نماز سے فارغ ہو کر پیتے تھے کہ ظہر تک نشہ اُتر جائے، باقی اوقات میں پرہیز
تے تھے۔ اسکے بعد تیسری آیت سورۂ مائدہ والی نازل ہوئی کہ:۔

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا

يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ یعنی شراب اور جوا اور بت اور پانسے نجس ہیں شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تم میں باہم دشمنی اور بغض شراب اور جوئے کی وجہ سے ڈلوادے اور تم کو ذکر الٰہی اور نماز سے روک دے، کیا اب بھی تم باز نہ آؤ گے۔

اس آیت میں قطعی حکم شراب کی حرمت کا دے دیا، اور یہ بھی صاف کھول کر فرما شراب چونکہ جھگڑے فساد کی چیز ہے اور نماز میں خلل انداز ہوتی ہے اسلئے اس ممانعت کی گئی۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عجیب منظر مدینۂ منورہ میں تھا، ہزاروں کی شرابیں دکانوں میں بھری ہوئی تھیں سب پھینک دی گئیں، شراب جن مشکوں وہ پھاڑ دی گئیں، اسکے مٹکے توڑ دیے گئے۔ گلیوں میں شراب اس قدر بہی کہ مدت بارش ہونے پر بھی شراب کا رنگ اور اس کی بو گلیوں میں محسوس ہوتی تھی۔ (مع

شرابی کی محبت شراب کے ساتھ ضرب المثل ہے، شرابی نہ صرف شراب اسکے ساقی سے اسکے شیشہ و پیمانہ سے اسکے میخانے سے اتنی محبت رکھتا ہے جیسے عاشق دلدادہ اپنے مہ جبین معشوق سے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ ؎

بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن ؛ بآب مے بدہ غسلم دریں میخانہ خاکم کن

مگر دین الٰہی نے بتادیا کہ شرابی کو اپنی شراب سے وہ محبت نہیں ہو سکتی ہے جو نمازی پیار ہی نماز سے ہوتی ہے۔

نماز کی بے مثل خاصیتیں

آیت ۱۲ - اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ
وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ___________ (اتل ما اوحی، سورۂ روم)

ترجمہ - بے تحقیق نماز روکتی ہے بےحیائی سے اور بُری باتوں سے اور بے تحقیق اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

ف - اس خاصیت اور تاثیر کی کچھ حد ہے، اتنی بڑی خاصیت کسی عبادت میں [الله تعالیٰ] نے نہیں بیان فرمائی - اس آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ نماز تمام خلافِ شریعت [افعا]ل سے روک کر انسان کو مجموعۂ کمالات اور شریعتِ الٰہیہ کا پیرو کامل بنا دیتی ہے [اگر] کوئی شخص اس خاصیت پر تعجب کرتا تو اُسکے تعجب کو یہ کہہ کر رفع کر دیا کہ اللہ کا [ذکر] بہت بڑی چیز ہے یعنی اتنی بڑی چیز میں اتنی بڑی خاصیت ہوئی تو کیا [تعج]ب کی بات ہے، کیا اس آیت کو دیکھ کر مسلمانوں کے سچے بہی خواہوں کا یہ فرض [نہی]ں ہے کہ سب طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر نماز ہی کی کوشش میں مشغول ہو جائیں، [م]سلمانوں کو پابندِ نماز بنانے اور ان کی نمازوں کو درست کرنے میں اپنی منفقہ [کوشش]ت صرف کر دیں - کیا یہ آیت نماز کو مسلمانوں کی اصلاحِ کامل کا ذمہ دار نہیں [ق]رار دیتی؟ کیا یہ آیت نماز کو مسلمانوں کے عقائد و اعمال دونوں کے درست [ب]نانے کا متکفل نہیں بیان کرتی؟ اور کیا ایسا کرنے سے مسلمانوں کے وہ باہمی [نز]اعات جو محض بے بنیاد ہیں رفع نہ ہو جائیں گے۔

سوال - بعض لوگ یہ شبہہ کرتے ہیں کہ نماز میں اتنی بڑی خاصیت کا

ہونا مشاہدہ کے خلاف ہے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے نمازی جن کی ایک وقت
نماز بھی قضا نہیں ہوتی ایسے بُرے بُرے افعال و حرکات کے مرتکب ہوتے
کہ نعوذ باللہ۔

جواب اس شبہ کا اول تو یہ ہے کہ کسی مضمون کو اس تصریح کیساتھ قرآن مجید
دیکھ کر مشاہدہ یا مشاہدہ سے بڑھ کر کسی چیز کی وجہ سے اس پر شبہ کرنا بے ایما
کی علامت ہے۔ اگر آج کسی ڈاکٹر یا کسی طبیب کی زبان سے کسی دوا کی کوئی خاص
سُنی جاتی ہے اور کوئی شخص اُس دوا کا استعمال کرتا ہے اور وہ خاصیت نہیں
ہوتی تو خود اُس شخص کا دل ہزاروں توجیہات تراشتا ہے کہ شاید دوا کے استعمال
کوئی بے قاعدگی ہو گئی ہو، شاید مقدارِ شرب میں کچھ تفاوت ہو گیا ہو، شاید
کوئی مادہ فاسد بدن میں موجود تھا اُسنے خاصیت ظاہر نہ ہونے دی، شاید
بد پرہیزی ہو گئی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ خیال بھی آسان تھا کہ طبیب کا علم
ناقص ہو، اُسنے غلطی سے وہ خاصیت بیان کر دی ہو، یہ احتمال بھی صحیح تھا
طب کا علم ظنی ہے اور ظن میں خطا کی گنجائش ہے، مگر یہ خیال و احتمال دل میں
آتا ہی نہیں، پھر انصاف تو کرو کہ خداوند علیم و حکیم جس کی حکمت تک خطا
رسائی نہیں، اسکے بیان کی ہوئی خاصیت پر اس طرح بے تامل شبہہ کرد
بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ مشاہدہ کا حوالہ دینا ہی غلط ہے جن نماز پڑھ
والوں کی بابت یہ کہا گیا کہ وہ بُرے افعال میں منہمک رہتے ہیں، در اصل
نماز نہیں پڑھتے بلکہ نماز کی نقل اُتارتے ہیں اور کاش وہ نقل بھی کامل ہو

ازاثر نہ ہوتی، مگر افسوس اور ہزار افسوس! کہ نقل بھی ادھوری ہوتی ہے کبھی کوئی شخص شاہدہ نہیں پیش کرسکتا کہ کسی شخص نے قاعدہ کے مطابق اپنی نماز درست کرلی ہو اور پھر ایسی باقی رہ گئے ہوں حاشا وکلا یہ ممکن نہیں۔

یہ نہ سمجھنا کہ نماز انسان کو معصوم بنا دیتی ہے کہ پھر اس سے کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہوسکے، عصمت تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، بلکہ نماز کے برائیوں اور گناہوں سے کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں نیکیوں کی رغبت اور صلاحیت اور گناہوں ت پیدا کرتی ہے اور ایسے شخص سے بمقتضائے بشریت اگر کوئی گناہ صادر بھی ہوجاتا ہے فوراً اس کو ندامت و شرمندگی لاحق ہوتی ہے، اور وہ توبہ و استغفار کرتا ہے جس کا ہوتا ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا س شخص کے ہوجاتا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔

حدیث (۱۱) عن انس قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لا یدع شیئا من الفواحش الا رکبہ فوصف لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالہ فقال ان صلوتہ تنھاہ یوما فلم یلبث ان تاب و حسن حالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم اقل لکم ان صلوتہ تنھاہ یوما ——— (معالم)

ترجمہ - حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک جوان انصار میں سے پنج وقتی نمازیں رسول خدا صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، مگر کوئی بیحیائی نہ چھوڑتا تھا جس کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کا حال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز ایک دن اس کو روک دے گی پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسنے توبہ کی اور اس کا حال اچھا ہو گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اس کی نماز ایک دن اس کو روک دے گی۔

حدیث (۱۲) عن ابی هریرة قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق فقال انه سینهاه ما تقول۔ (رواہ احمد والبیهقی)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسنے کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب اس کو روک دے گی وہ چیز جو تم کہتے ہو (یعنی نماز)۔

معالم میں آیت مذکورہ کے تحت میں ہے کہ:۔

قال ابن مسعود وابن عباس فی الصلوٰة منتهی ومزدجر عن معاصی اللہ فمن لم تامره صلوٰته بالمعروف ولم تنهه عن المنکر لم یزدد بصلوته من اللہ الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوٰته عن الفحشاء والمنکر فصلواته وبال علیه۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز میں اللہ کی نافرمانیوں سے روکنے اور منع کرنے کی صفت

پھر جس کی نماز اُس کو اچھی باتوں کا حکم نہ دے اور بُری باتوں سے نہ روکے ایسی نماز کی وجہ سے اس کو اللہ سے دُوری بڑھتی ہی جائے گی۔ اور حسن بصری اور قتادہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو نماز بے حیائی اور بُری بات سے نہ روکے اس کی نماز اُس پر وبال ہے۔

آیت ۲۱۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۚ

(تبارک الذی)

ترجمہ۔ بہ تحقیق انسان پیدا کیا گیا ہے کم ظرف کہ جب پہنچتی ہے اُس کو تکلیف تو بیقرار ہو جاتا ہے اور جب پہنچتی ہے اُس کو راحت تو بخیل ہو جاتا ہے، سوا اُن نمازیوں کے جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنیوالے ہیں اور

جن کے مالوں میں حق مقرر ہے سائل و محروم کا، اور جو تصدیق کرتے ہیں روزِ جزا کی، اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں بتحقیق اُن کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوا اپنی بیبیوں اور اپنی لونڈیوں کے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں لیکن جو سوا اسکے کوئی اور راہ تلاش کرے وہ حد سے گذر جانے والا ہے، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں، اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ بہشت کے باغوں میں عزت سے رکھے جائینگے۔

ف۔ اس آیت میں نماز کی بہت بڑی خاصیت بیان فرمائی گئی ہے مثل مشہور ہے کہ: جبلی گردد جبلت برنگردد۔ جو عیوب انسان میں جبلی ہوتے ہیں وہ کسی طرح دفع نہیں ہوتے۔ مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ آیت میں جن اعمال کا ذکر ہے جن میں سب سے پہلی چیز نماز ہے، ان اعمال کے کرنے سے جبلی اور خلقی عیب بھی دُور ہو جاتے ہیں۔

یہ آیت بالکل مشابہ تئیسویں[۲۳] آیت کی ہے جس طرح نماز ہی سے آغاز اور نماز ہی پر اختتام وہاں ہے یہاں بھی ہے اور بعض چیزیں تو یہاں اور وہاں لفظاً بھی ایک ہیں، آغاز میں نماز کی ہمیشگی کو فرمایا اور اختتام میں حفاظت کو ہمیشگی کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی پابندی ایسی کرے کہ کبھی فوت نہ ہونے پائے اور حفاظت میں علاوہ اسکے نماز کے شرائط وارکان اور آداب ظاہری و باطنی کی نگہداشت بھی شامل ہے۔

آیت ۲۳ ۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ؕ ۔

ترجمہ ۔ قائم کر تو نماز دونوں کناروں میں دن کے اور کچھ حصّہ میں رات کے بہ تحقیق نیکیاں دُور کردیتی ہیں برائیوں کو یہ ایک یادداشت ہے یاد رکھنے والوں کے لئے ۔

ف ۔ معلوم ہوا کہ نماز میں کفارہ معاصی بننے کی خاصیت ہے، بُرائیوں کا لفظ ایسا وسیع ہے کہ صغیرہ وکبیرہ ہر قسم کے گناہوں کو حاوی ہے، یہ خاصیت بھی ایک بڑی خاصیت ہے ۔

حدیث (۱۳) ۔ عن انس قال جاء رجل فقال یارسول اللہ انی اصبت حداً فاقمہ علی قال ولم یسئالہ عنہ وحضرت الصلٰوۃ فصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الرجل فقال یارسول اللہ انی اصبت حداً فاقم فی کتاب اللہ قال الیس قد صلیت معنا قال نعم قال فان اللہ قد غفرلک ذنبک او حدک ۔

(بخاری مسلم)

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ یارسول اللہ مجھ سے ایک کام قابلِ سزا سرزد ہوگیا ہے آپ مجھے سزا دیدیجئے، آپ نے اُس سے پوچھا بھی نہیں کہ وہ کام کیا تھا اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور اُسنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

نماز پڑھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ختم کر چکے تو وہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھ سے لائق سزا کام سرزد ہو گیا ہے، لہذا میرے اوپر حکم الٰہی جاری کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارا گناہ، یا فرمایا کہ لائق سزا کام معاف کر دیا۔

آیت ۲۴ ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ـــــــ (ربما، سورۂ حجر)

ترجمہ ۔ اور بہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ ضرور آپ کا سینہ تنگی کرتا ہے (یعنی آپ کا دل تبلیغ احکام الٰہی سے رکتا ہے) بہ سبب اُن (دلخراش) باتوں کے جو کفار مکہ کہتے ہیں، پس آپ تسبیح پڑھئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ، اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیے یعنی نماز پڑھئے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہئے، یہاں تک کہ وہ یقینی چیز یعنی موت آپ کو آجائے۔

ف ۔ سینہ کی تنگی کا تذکرہ مکی سورتوں میں کئی جگہ ہے۔ چنانچہ سورۂ ھود کے دوسرے رکوع میں ہے:۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ یعنی شاید آپ کچھ حصہ وحی الٰہی کا چھوڑ دیں اور آپ کا سینہ اس (کی تبلیغ) سے تنگی کرے اس وجہ سے کہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ سچے نبی ہیں تو) ان پر کوئی خ

کیوں نہ اُتارا گیا، یا اُن کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔
سینہ کی تنگی[1] کا مطلب یہ ہے کہ مخالفوں کی طعن و تشنیع ان کے تمسخر و استہزاء ان کی عداوت و ایذا کا خوف دل میں پیدا ہو اور اس خوف کی وجہ سے امر حق کے اعلان و اظہار کی جرأت نہ ہوسکے۔

سورۂ حجر کی آیت میں جسکو ہم نے نقل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو سینہ کی تنگی کا یہ علاج تعلیم فرمایا کہ آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے، نماز پڑھئے اور عبادتِ الٰہی میں آخری دم تک مشغول رہئے۔ پھر علاج کی سرعتِ تاثیر تو دیکھئے مکی ہی سورت میں ارشاد ہوا کہ:۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے آپ کا سینہ فراخ نہیں کردیا) وہ تنگی جس کا علاج تعلیم فرمایا تھا کتنی جلد دفع ہوگئی۔

معلوم ہوا کہ نماز میں خاصیت ہے کہ سینہ کی تنگی کو دفع کر دیتی ہے، نمازی کا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے، جس کو عربی میں "شرح صدر" کہتے ہیں۔ شرح صدر کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ہمّت بلند اور حوصلہ فراخ ہوجاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا

---

[1] یہ شبہہ نہ کرو کہ سینہ کی تنگی جو شانِ نبوت کے خلاف ہے اِن آیتوں میں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ آیتوں کا مفہوم صرف اِس قدر ہے کہ اگر خدا کی مدد نہ ہوتی اور سینہ کی تنگی کا علاج تعلیم نہ کیا جاتا تو البتہ یہ خرابیاں پیدا ہوتیں، مگر خداوند کریم نے اس کا علاج بتایا اور اس کو دفع کردیا۔ یہ بھی شبہہ نہ کرو کہ جب ہر نمازی کا شرح صدر ہوتا ہے تو نبی کی برابری لازم آتی ہے۔ برابری اُسوقت ہوتی جب شرح صدر میں برابری ہوتی شرح صدر کے مدارج ہیں نبیؐ کی تو بڑی شان ہے صحابہؓ کی برابر شرح صدر کسی کو نہیں ہوسکتا ویسی نماز ہی کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی جیسی دوا ویسی تاثیر اس کی۔ ۱۲

کہ نماز کی یہ تاثیر بہت جلد ظاہر ہوتی ہے۔

شرح صدر کوئی معمولی نعمت نہیں ہے، یہ وہ دولت ہے کہ بڑے بڑے نبیوں نے اس کی آرزو کی ہے اور بصد التجا خدا سے اس کو مانگا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن شریف میں منقول ہے کہ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي یعنی اے میرے رب میرا سینہ کھول دے، شرح صدر کی دولت مجھے عطا فرما۔

خوشخبری ہو نماز قائم کرنے والوں کو جو نسخۂ اکسیر شرح صدر کے لئے حکیم اعلیٰ جل شانہٗ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجا تھا اور جس سے ان کو شرح صدر حاصل ہوا تھا وہ نسخۂ اکسیر آج بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا، اور اس کی آج بھی وہی خاصیت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ ع

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است

آیت ۲۵۔ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ

(سورۂ فتح)

ترجمہ۔ علامت اُن (کی مقبولیت) کی اُن کے چہروں میں (نمودار) ہے سجدوں کے اثر سے۔

ف۔ یہ آیت حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرامؓ کی تعریف میں ہے، اوپر اُن کی بڑی بڑی صفتیں بیان فرمائی ہیں، اب ارشاد ہوتا ہے کہ۔ ان کے محبوب الٰہی اور مقرب بارگاہِ ایزدی ہونے کی نشانی اُن کے چہروں میں ہے یعنی اُن کے چہرے انوارِ الٰہی سے چمک رہے ہیں۔ صحابۂ کرامؓ جب دوسرے لوگوں میں

مل کر بیٹھتے تو چہرے کے نور سے پہچان لئے جاتے تھے۔ (موضح القرآن)۔

خدا کی رحمت تو دیکھئے صحابۂ کرامؓ کے چہروں کے نورانی ہونے کا سبب اُن کے شرفِ صحابیت یا اُن کی ہجرت و نصرت کو یا اُن کی کسی فضیلت مختصہ کو نہ بیان کیا اگر ایسا ہوتا تو زمانۂ مابعد کے مسلمان اس شرف کی تمنا بھی نہ کر سکتے؛ بلکہ رحیم و کریم نے ایک ایسی چیز کو اُن کے چہروں کے نورانی ہونے کا سبب قرار دیا جس کا دروازہ قیامت تک ہر مومن کے لئے کھلا ہوا ہے یعنی سجدہ۔

معلوم ہوا کہ نماز اور خاصکر نماز کے رکنِ اعظم سجدہ کی خاصیت ہے کہ نمازی کے باطن[1] و ظاہر دونوں کو منور کر دیتا ہے، دونوں کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ[2] وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۔ــــــــــ ع

ظاہر و باطن ہمہ نذر و نیازِ عشق شد

دُعا:۔ اے کریم کارساز! تیرے جود و کرم سے تیرا یہ عاجز بندہ بھی اس بات کا اُمیدوار ہے کہ اپنے ممدوحین کے طفیل میں ایک چھینٹا اس رنگ کا اس پر بھی ڈال دے۔

آیت ۲۷۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

---

[1] اگرچہ آیت میں چہرے کا ذکر ہے جس سے فقط ظاہر کا منور ہونا معلوم ہوتا ہے، مگر یہ بات قطعی ہے کہ عبادتِ الٰہی سے باطن ہی منور ہوتا ہے، اور جب باطن انوار سے لبریز ہو چکتا ہے تو کچھ حصہ ان انوار کا موجزن ہو کر ظاہر میں آتا ہے۔ ۱۲

[2] ترجمہ:۔ اللہ کا رنگ جس سے بہتر کوئی رنگ نہیں اور ہم اُسی کے پرستار ہیں۔ ۱۲

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۔ (قال المراقل سورۂ طٰہٰ)

ترجمہ ۔ پس صبر کیجئے اے نبی ان باتوں پر جو کفار کہتے ہیں اور تسبیح پڑھئے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ قبل آفتاب نکلنے کے اور قبل اسکے ڈوبنے کے یعنی فجر اور عصر کی (نماز) اور رات کے وقتوں میں (یعنی نمازِ عشاء) اور دن کے کناروں میں (یعنی ظہر و مغرب) تاکہ آپ راضی اور خوش ہو جائیں۔

ف ۔ اس آیت کے اوپر یہ ذکر ہے کہ اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ابھی ابھی کفارِ مکہ پر عذاب نازل ہو جاتا اور اس آیت میں حکم دیا کہ اے نبی صبر کیجئے اور پانچوں وقت کی نماز پڑھئے تو آپ خوش ہو جائیں گے یعنی آپ کی مراد حاصل ہو جائے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حصولِ مراد سے مقصود دشمنانِ دین کی مغلوبیت ہے۔ اور سورۂ والضحیٰ میں فرمایا کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ یعنی اللہ آپ کو عنقریب اس قدر دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ نماز میں خاصیت ہے کہ نمازی کو مقامِ رضا پر (جو حضرات صوفیہ کے یہاں ایک بڑا مقام ہے) پہونچا دیتی ہے۔ اُس کی مرادیں بر آتی ہیں، اُس پر خدا کی بخشش اس قدر ہوتی ہے کہ وہ خوش ہو جاتا ہے۔

آیت ۲۷ ۔ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔

(عم، سورۂ اقراء)

ترجمہ ۔ اے نبی ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا نہ مانئے اور سجدہ کیجئے

اور (ہم سے) نزدیکی حاصل کیجئے۔

ف ۔ ابو جہل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتوں میں اس کو سخت تہدید فرمائی ہے، اب اس آیت میں اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ اس کا کہنا نہ مانئے یا اسکے روکنے سے نہ رُکئے، اور سجدے میں جو دولت تقربِ الٰہی کی حاصل ہوتی ہے اُس کو نہ چھوڑیئے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے آپ نے جن لوگوں کو خدا کے رنگ میں رنگ دیا اُن کے ادنیٰ غلاموں میں آج یہ کیفیت موجود ہے کہ بغیر اس آیت کے نازل ہونے کے بھی ایسا ہی کرتے ناور جبکہ دنیا کے لوگ جو خود اپنے ہی جیسے پانی مٹی کے پتلے پر عاشق ہو جاتے ہیں وہ تو کسی کا کہنا مانتے نہیں، اور کوچۂ محبوب کا طواف، اُسکے در کی حاضر باشی ترک نہیں کرتے، اور اگر کوئی ان کو نصیحت کرتا ہے تو کہتے ہیں ۔ ؎

منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو
ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

پھر جو لوگ اُس جمالِ جہاں آرا کے شیدا ہوں جس کی شان لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے، ان کا لازوال عشق، اُن کی عدیم المثال محبت کب ان کو کسی کے روکنے سے رُکنے دیتی ہے، وہ کب کسی کے کہنے سے نماز اور سجدے کو ترک کر سکتے ہیں ۔ سعدیؒ فرماتے ہیں ۔ ؎

ترا عشق ہمچوں خودے زآب وگل | ربایدہمی صبر و آرام دل
نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی | نہ قوت کہ یکدم شکیبا شوی
گرت جاں بخواہد بکف برنہی | ورت تیغ بر سر نہد سر دہی

چو عشقی کہ بنیاد او بر ہوا است — چنیں فتنہ انگیز و فرمانروا است
عجب داری از سالکانِ طریق — کہ باشند در بحرِ معنی غریق
بہ سودائے جاناں ز جاں مشتغل — بہ ذکرِ حبیب از جہاں مشتغل

بلکہ خدا نے یہ آیت ہم جیسے کمزوروں کے لئے نازل فرمائی ہے کہ:۔ دیکھو نماز کیساتھ اتنی محبت پیدا کرو کہ تمھارا دل کسی طرح نماز کے ترک پر راضی نہ ہو، اگر کوئی تم کو نماز سے روکے تو باختیار خود اس کا کہنا نہ مانو اور یہ دولت بے زوال تقربِ خدا کی جو سجدے میں ملتی ہے ہاتھ سے نہ جانے دو۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نماز کے رکنِ اعظم سجدے میں یہ خاصیت ہے کہ بندے کو مالک کی بارگاہ میں مقرب بنا دیتا ہے۔

حدیث ۱۴۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء ——— (مشکوۃ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو سب حالتوں سے زیادہ نزدیکی اپنے پروردگار سے سجدے کی حالت میں ہوتی ہے، لہٰذا اپنے رب کے پکار کی کثرت کرو (یعنی سجدہ کرو) یعنی سجدے میں دیر تک رہو، تسبیح کا ورد زیادہ کرو۔

آیت ۲۸۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ——— (تبارک الذی، سورۂ مزمل)

ترجمہ ۔ بے تحقیق اُٹھنا رات کا بہت سخت ہے (نفس کے) کچلنے میں اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو۔ ۱

ف ۔ اس آیت میں نمازِ تہجد کی خاصیت بیان فرمائی ہے، اور اتنی بڑی خاصیت جس کو لوگ برسوں کی ریاضاتِ شاقہ اور چلّہ کشیوں[۱] سے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پھر بھی حاصل ہو کہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ نفس بغیر ان مجاہدات کے مغلوب نہیں ہوتا، اور بغیر اسکے مغلوب کئے ہوئے باطن کا تزکیہ و تصفیہ دشوار ہے۔

اِس آیت کو دیکھو کہ نمازِ تہجد میں دو خاصیتیں بیان فرمائی ہیں :-

(۱) نفس کا مغلوب کر دینا۔

(۲) کلام کو درست کر دینا۔

نفس کے مغلوب ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خلافِ شریعت خواہشوں کا غلبہ جیسا اور لوگوں پر ہو جاتا ہے اُس شخص پر نہ ہو گا۔

کلام کے درست ہو جانے کا یہ ثمرہ ہوتا ہے کہ زبان سے خلافِ شریعت

---

[۱] امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ایک جگہ سلسلۂ نقشبندیہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بڑی خوبی یہ ہے کہ منصوصاتِ شرعیہ کے ذریعہ سے تمام مقامات طے کرائے جاتے ہیں، غیر منصوص چیزوں سے کچھ سروکار نہیں، اس ذیل میں چند شعر بھی لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ ؎

از دلِ سالک رہ جاذبۂ صحبت شاں ؎ مے برد وسوسۂ خلوت و ذکرِ چلہ را

درحقیقت یہ ایک بے نظیر خوبی ہے۔ ۱۲

بات صادر نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ شخص مجاب الدعواۃ ہوجاتا ہے۔ دعا کی قبولیت میں بڑا دخل زبان کی درستی کو ہے۔ المختصر نفس اور زبان کا قابو میں ہوجانا بڑی بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ اور زبان کے متعلق ذمہ داری کرے ہیں اُس کے لئے جنّت کا ذمہ دار ہوں ———— (مشکوٰۃ)

نماز وسیلۂ حاجت روائی ہے

آیت ۲۹۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ٥۔ (سیقول، سورۂ بقرہ)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! مدد طلب کرو (ہم سے) بذریعہ صبر کے اور نماز کے، بہ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ف۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز میں حق تعالیٰ نے وسیلۂ حاجت روائی بننے کی خاصیت رکھی ہے، اور جب خدا نے خود ایک چیز کو وسیلہ بنانے کا حکم دیا تو ضمناً قبولیت کا وعدہ بھی ہوگیا۔ یہی مضمون ایک اور جگہ بھی ہے، جیسا کہ نشر ونیں آیت میں آئے گا اور اُس میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے جس سے معلوم ہوا کہ نماز کا وسیلۂ حاجت روائی ہونا اگلی شریعتوں میں بھی تھا صبر اور نماز دو چیزوں کو وسیلۂ حاجت روائی بنانے کا حکم دیکر بجائے اسکے کہ یوں ارشاد ہوتا کہ اللہ صبر کرنے والوں اور نمازیوں کے ساتھ ہے صرف یہ فرمایا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ایک لطیف اشارہ

اس طرف ہے کہ نماز صبر کو بھی شامل ہے نماز کے لئے صبر لازم ہے، جیسا کہ تیرھویں آیت میں بیان ہوا، اور یہ خاصیت نماز میں صبر کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

حدیث (۱۵) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلّٰى ــــــــــ (ابوداؤد)

ترجمہ ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ پر افکار یا رنج وغم کا ہجوم ہوتا تو آپ نماز پڑھنے لگتے۔

احادیث میں ایک خاص نماز بھی اس مقصد کے لئے تعلیم فرمائی گئی ہے، جس کا نام ہی "نماز حاجت" ہے۔ اور ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے رسالہ میں بیان کرینگے۔

نمازیوں سے وعدۂ فلاح

آیت ۲۰ ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى إِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۔ صُحُفِ إِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۔

ترجمہ ۔ بہ تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی حاصل کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی (نماز سے غفلت بے سبب نہیں ہے) بلکہ تم پسند کرتے ہو دنیاوی زندگی کو حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے، بہ تحقیق یہ مضمون اگلی کتابوں میں بھی ہے یعنے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں۔

ف - اس آیت میں فلاح کا وعدہ دو[۲] صفتوں کے ساتھ مشروط ہے۔ اوّل[۱]
پاکیزگی۔ دوسرے پروردگار کا نام لیکر نماز پڑھنا۔

پاکیزگی کی صفت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کو باطنی نجاسات یعنی کفر و شرک اور بدعت اور فسق سے پاک کرے۔ ظاہری پاکیزگی کو بھی اس لفظ سے مراد لینا بے سود ہے۔ دوسری آیات میں ظاہری پاکیزگی کا ذکر بڑے اہتمام سے صراحۃً موجود ہے۔ وضوء غسل وغیرہ کو نماز کے لئے شرط کر دیا ہے۔

اس آیت میں یہ بھی بتلا دیا کہ نماز سے غفلت کا سبب حُبِّ دُنیا ہے، یہ بھی فرمایا کہ نماز اور اس کی یہ خاصیت کتب الٰہیہ سابقہ میں بھی ہے، اللہ اکبر نماز کے اہتمام کی کچھ حد ہے۔

تنبیہ۔ پروردگار کا نام لینے کو جو فرمایا اُس سے تکبیر تحریمہ کا ضروری ہونا معلوم ہوا، اور تکبیر تحریمہ اور نماز کے درمیان میں فائے تعقیب لانے سے واضح ہوا کہ تکبیر تحریمہ نماز کا جزو نہیں ہے، اسی وجہ سے ہمارے اصحاب حنفیہ نے اس کو نماز کا رکن نہیں قرار دیا، بلکہ نماز کے شرائط میں شمار کیا ہے۔

آیت ۳۱ - قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى

صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ ـــــ (قد افلح، سورۂ نور)

ترجمہ۔ بے تحقیق فلاح پا گئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں، اور جو لغو (یعنی بے فائدہ کاموں) سے منھ پھیرنے والے ہیں، اور جو زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوا اپنی بیبیوں اور اپنی لونڈیوں کے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں، مگر جو لوگ ان دو کے سوا تیسری راہ تلاش کریں تو وہ حد سے بڑھ جانے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جو (اپنے باپ آدم کے) وارث ہیں جنت الفردوس کو میراث میں لیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۔ ان آیتوں کا اور اس سے پہلے کی آیت کا مضمون بالکل ایک ہے، فرق صرف یہ ہے کہ جو باتیں پہلی آیت میں مجمل تھیں ان آیتوں میں انکی تفصیل کردیگئی ہے۔ پہلی آیت میں دو صفتوں کا وعدہ دیا گیا ہے اور ان آیتوں میں سات صفتوں کا۔ پہلی آیت میں جو مطلب ایک لفظ تزکّٰی سے نکل رہا ہے، ان آیتوں میں وہی مطلب حسب ذیل پانچ صفتوں میں ادا کیا گیا:۔

اوّل۔ مومن ہونا۔

دوم۔ لغو سے منھ پھیرنا۔

سوم۔ زکوٰۃ دینا۔

چہارم ۔ شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔
پنجم ۔ امانت اور عہد کا خیال رکھنا۔
پہلی آیت میں نماز کے لئے صرف ایک صَلّٰی کی لفظ ہے، اور آیتوں میں نماز کا تذکرہ دو مرتبہ ہے اس میں خشوع کی قید لگائی ہے، اور دوسری مرتبہ حفاظت کی شرط بیان کی ہے یہ معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں صَلّٰی کی لفظ سے وہی نماز مراد ہے جس میں صفت خشوع بھی ہو اور جس میں حفاظت کی شان بھی پائی جائے۔

یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ان آیتوں میں صفتِ ایمان کے بعد باقی صفات کا آغاز بھی نماز سے کیا اور اختتام بھی نماز پر فرمایا جس سے اشارہ اس امر کی طرف کہ نماز ان تمام اوصاف کی بُنیاد اور وہی ان کی بقا و تکمیل کا سرچشمہ ہے، جیسا کہ بائیسویں آیت میں ہو چکا۔ اس آیت کا مضمون آیت ۲۲ کے مشابہ ہے، دونوں ملا کر دیکھنے سے عجیب لُطف حاصل ہوتا ہے۔

تنبیہ ۔ قرآن مجید میں ایمان و نماز و زکوٰۃ پر وعدہ فلاح کا بہت آیتوں میں ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کے شروع میں انھیں تین اوصاف کو ذکر کرکے فرمایا ہے کہ "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" مگر ان آیات کی برابر تفصیل کہیں نہیں ہے۔

اور ایک آیت اور ہے اُسکے برابر اجمال کہیں نہیں ہے، اُس آیت میں فقط ایک صفتِ تزکیہ یعنی نفس کے پاکیزہ کر لینے پر وعدہ فلاح کا دیا گیا ہے:۔
قولہ تعالیٰ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔ (سورۂ والشمس)
ترجمہ ۔ بہ تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کر لیا اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو نیچے ڈال دیا۔

اس آیت میں وہ تمام صفات اسی ایک لفظ سے مراد لی گئی ہیں اور درحقیقت بغیر ان صفات کے نفس مزکّٰی نہیں ہو سکتا، یا یوں کہو کہ نفس کے مزکّٰی ہونے کے بعد ناممکن ہے کہ یہ صفات نہ پائی جائیں، اور ان تمام صفات کا منبع نماز ہے۔

نماز ایک تجارت ہے جس میں خسارہ نہیں :-

آیت ۳۲- اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ـــــــــــ (ومن یقنت، سورۂ فاطر)

ترجمہ۔ بہ تحقیق جو لوگ تلاوت کرتے ہیں کتاب الٰہی کی، اور قائم کی انھوں نے نماز، اور خرچ کیا انھوں نے اُس چیز میں سے جو ہم نے انھیں دی ہے پوشیدہ اور آشکارا، وہ اُمید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو ہرگز خسارہ نہ دے گی پورا دے گا ان کو اللہ بدلے ان کے اور زیادہ دے گا ان کو اپنے فضل سے، بہ تحقیق وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے۔

ف۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے نماز کو تجارت سے تشبیہ دی اور یہ اطمینان دلایا کہ اس تجارت میں خسارہ ممکن نہیں، کیونکہ ہم استحقاق سے بھی زیادہ دینے والے ہیں اپنے بندوں کے حُسنِ خدمات کے بڑے قدردان ہیں۔

خدا نمازیوں کا مولیٰ اور مددگار اور اُن کے ساتھ ہے:۔

آیت ۳۳۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

(اقترب، سورۂ حج)

ترجمہ: پس قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور سہارا پکڑو اللہ کا، وہ تمہارا مولیٰ (کارساز) ہے، تو کیا اچھا مولیٰ ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

ف۔ اس آیت کے اوپر حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب بنا کر رکوع کا اور سجدہ کا اور عبادت کا حکم دیا اور فرمایا کہ دین میں سختی نہیں ہے، یہ وہی ملت ابراہیمی ہے جیسے تم جانتے ہو، اور تمہارا نام بھی مسلم انھیں کا رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول تمہارے لئے اس دین کا نمونہ ہیں اور تم دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اس کے بعد یہ آیت ہے جو اوپر نقل کی گئی اور اسی پر یہ سورت ختم ہے۔ اس ربط آیات کے لحاظ کرنے سے ایک بڑی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ دین کا خلاصہ اور اصل مقصد یہی ہے جو آیت میں بیان ہوا، اور یہ کہ بغیر ان اوصاف کے کوئی شخص دین کا نمونہ نہیں بن سکتا۔

آیت ۳۴۔ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

ترجمہ ۔ اور فرمایا اللہ نے کہ بہ تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور مدد کرو ان کی اور قرض دو اللہ کو اچھا قرض ۔ ضرور ضرور معاف کر دوں گا میں خطائیں تمہاری، اور ضرور ضرور داخل کر دوں گا میں تم کو ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، اور جو شخص کفر اختیار کرے بعد اس خوشخبری کے، تو بیشک وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے ۔

ف ۔ اللہ اکبر! کتنی عظیم الشان بشارت اور کیسی اعلیٰ درجہ کی دولت و نعمت کا وعدہ اس آیت میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کے ساتھ ہونا کوئی معمولی چیز نہیں یہ وہ نعمت ہے جس کی تمنا کے لئے بھی بڑا دل و دماغ چاہئے ۔

اس آیت میں حق سبحانہ نے تین باتوں کے وعدے فرمائے ۔

ایک (۱) یہ کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا ۔

دوسرے (۲) یہ کہ تمہارے گناہ معاف کر دوں گا ۔

تیسرے (۳) یہ کہ تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا ۔

اور ان نعمتوں کے ملنے کے لئے تین ہی شرطیں لگائیں ۔

اوّل (۱) یہ کہ نماز قائم کرو ۔

دوم (۲) یہ کہ زکوٰۃ دو ۔

سوم (۳) یہ کہ میرے نبیوں پر ایمان لاؤ اور انکی مدد کرو ۔

خدا کو قرض دینے کی شرط نہیں ہے، بلکہ وہ حکم زکوٰۃ کا ایک شعبہ ہے، زکوٰۃ صدقہ مفروضہ ہے

اور قرض دینے سے مراد صدقہ نافلہ ہے۔

اس آیت میں سب سے پہلی شرط خدا نے نماز کو قرار دیا، یہاں تک کہ نبیوں پر ایمان لانے کو بھی اس کے بعد ذکر کیا، اس سے بہت بڑی عظمت نماز کی ثابت ہوئی، گو ایمان شرائط نماز میں سے ہے مگر نماز کے بعد اسکے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا اصل مقصد عبادت الٰہی ہے نبیوں کی مدد سے مراد اُن کے دین کی مدد ہے اور دین کی مدد یہ ہے کہ خود بھی اُس دین پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی دیندار بنانے کی کوشش کرے، اسی کو کہیں خدا نے اپنی مدد فرمایا کہیں اپنے نبیوں کی مدد قرار دیا۔

اس آیت سے نماز کا کفارہ گناہ ہونا بھی معلوم ہوا، جیسا کہ آیت ۲۴ میں بیان ہو چکا۔

دین الٰہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے :—

آیت ۳۵۔ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ۝ ——— (قال ا، ۱، اقل، سورۂ طٰہ)

ترجمہ۔ اور اے موسیٰ میں نے تم کو پسند کیا ہے (اپنی رسالت کے لئے) پس سنو تم جو کچھ تمہاری طرف وحی بھیجی جائے، بیشک میں ہی اللہ ہوں، نہیں کوئی معبود میرے سوا پس عبادت کرو تم میری اور قائم کرو تم نماز میری یاد کے لئے، بہ تحقیق قیامت آنے والی ہے، میں اس کے آنے کا

وقت چھپائے ہوئے ہوں، اور وہ اسلئے آئے گی کہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو
اُس کوشش کا جو وہ کرتی تھی۔

ف ۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ کوہِ طور پر جب
آگ لینے گئے تو خدا نے ان کو نبوت عطا فرمائی، اور سب سے پہلی وحی الٰہی جو اُن پر نازل ہوئی اس میں
بعد عقیدہ توحید کی تعلیم کے، کہ اے موسیٰ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، پہلا سبق
ان کو نماز کا دیا گیا۔ یہ جو فرمایا کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے
موسیٰ اگر تجھے یاد کرنا چاہو تو نماز پڑھو، نماز سے بہتر کوئی طریقہ میرے یاد کرنے کا نہیں ہے
یا یہ کہ میری یاد کے وقت نماز قائم کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب میری یاد تم کو بیچین کرے
تو تم نماز قائم کرو۔ حضرت موسیٰ نے جو اُس نور پاک کی تجلی کوہِ طور پر دیکھی تھی جس کو وہ آگ
سمجھتے تھے جب یکایک نظر سے غائب ہو گئی تو ضرور ان کا دل سینہ میں تڑپتا ہو گا خدا نے
اس کا علاج ان کو بتایا کہ اے موسیٰ نماز پڑھو تو تمھارے دل کو تسکین ہو گی۔

نماز کا حکم دینے کے بعد قیامت کا تذکرہ اسی لئے ہے کہ بغیر عقیدہ قیامت کی پختگی کے
نماز درست نہیں ہوتی، یا یہ کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ کام آنے والی چیز نماز ہے۔

آیت ۳۶ ۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ
وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۪ۖ
وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ
یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝

(الم اقل، سورۂ مریم)

ترجمہ ۔ کہا (حضرت عیسیٰ نے) کہ بیشک میں بندہ ہوں اللہ کا، دی ہے

اُس نے مجھے کتاب (انجیل) اور بنایا ہے اُس نے مجھے نبی، اور کیا ہے اُس نے مجھے برکت والا جہاں میں رہوں، اور تاکید کی ہے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی جب تک کہ میں زندہ ہوں، اور بنایا ہے خدا نے مجھے نیکی کرنے والا اپنی ماں کے ساتھ، اور نہیں بنایا اس نے مجھے سرکش بد نصیب اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

ف۔ اس آیت کے اوپر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا تذکرہ ہے کہ جب وہ خدا کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو لوگوں نے اُن کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پر چاروں طرف سے طعن و تشنیع کی بوچھار کر دی خدا نے اُسی وقت اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ کو گویائی دی، اور انھوں نے یہ باتیں ان اعتراض کرنے والوں کو سنائیں جن کا تذکرہ آیت میں ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس حالت نوزائیدگی میں بولنا ایک معجزہ تھا، اور یہ معجزہ محض حضرت مریم کی صفائی کے لئے تھا لہٰذا چاہئے کہ اس مقصد سے علیحدہ یا زائد کوئی بات اُن کی زبان سے نہ نکلے۔ چنانچہ دعویٰ نبوت کا تعلق اس مقصد کے ساتھ ظاہر ہے کہ ولد الزنا نبی نہیں ہو سکتا، اور نماز اور زکوٰۃ کا ذکر اس کا تعلق یہ ہے کہ دعویٰ نبوت بغیر اس ذکر کے ناتمام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ذکر میں نماز سب سے مقدم اور اظہار نبوت کے بعد پہلا سبق وہی ہے۔

آیت ۳۷۔ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ —————— (وما ابریٔ نفسی، سورۂ ابراہیم)

ترجمہ۔ اے نبی کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ قائم کریں نماز اور خرچ کریں اُس مال سے جو ہم نے انھیں دیا ہے اُس دن کے

آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستیاں (کام دیں گی)۔

ف ۔ بڑی صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا سبق شریعت کی طرف سے نماز کا ملتا ہے۔

آیت ۳۸ ۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ ——— (عمٓ، سورۃ لم یکن)

ترجمہ ۔ اور نہیں حکم دیا گیا ان کو سوا اس کے کہ عبادت کریں اللہ کی درآنحالیکہ خالص کرنے والے ہوں اس کے لئے عبادت کو یکسو ہو کر اور قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ دین ہے (شریعت) قیمہ (یعنی مضبوط) کا۔

ف ۔ اس آیت کے اوپر یہ بیان ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے، مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد بجائے اس کے کہ آپ کی اطاعت کرتے شرارت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اس کے بعد اس آیت میں آپ کی تعلیمات کا تذکرہ فرمایا، اور آپ کی تعلیم کو تین سبقوں میں منحصر کر دیا: پہلا سبق توحید کا، دوسرا نماز کا، تیسرا زکوٰۃ کا۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ شریعت قیمہ کا دین ہے، یعنی تمام انبیاء کی تعلیم یہی تھی، ایسی تعلیم سے انکار کی وجہ سوا شرارت کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا سبق نماز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم انھیں تین چیزوں میں منحصر تھی، ان کے علاوہ جو کچھ آپ نے تعلیم فرمایا وہ انھیں کی شاخیں ہیں۔

حدیث (۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ

سَأَلَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ بِمَا یَاْمُرُکُمْ قَالَ یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالصِّلَۃِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ یَّکُ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّہٗ نَبِیٌّ ——— (مشکوٰۃ)

× حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیان کہتے تھے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہرقل شاہ روم کے نام گیا تو ہرقل نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو جو اُس وقت بغرض تجارت وہاں گئے ہوئے تھے بُلا کر کچھ حالات آپ کے دریافت کئے، منجملہ اُن کے ایک بات یہ پوچھی کہ :۔ وہ کس بات کا تم کو حکم دیتے ہیں ؟۔ ابوسفیان نے کہا کہ :۔ وہ ہم کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور اپنے قرابت مندوں سے نیک سلوک کرنے کا اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ :۔ جو باتیں تم نے بیان کیں اگر سچ ہیں تو بیشک وہ نبی ہیں۔)

آیت ۳۹ ۔ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَالْھُدٰی وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ وَھُوَالَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ——— (واذا سمعوا، سورۂ انعام)

ترجمہ ۔ اے نبی کہدیجئے کہ ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ربّ العٰلمین کی فرمانبرداری کریں، اور یہ (حکم ہے) کہ تم نماز قائم کرو اور خدا سے ڈرو، اور وہ وہی ہے جس کے سامنے تم سب بروزِ قیامت جمع کئے جاؤ گے۔

ف ۔ اِس آیت کا اور اوپر والی آیت کا مفہوم ایک ہے، سوا اِس کے کہ

اس میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر نہیں، بجائے اسکے عقیدۂ قیامت کا بیان ہے۔

آیت ۴۰۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط ——— (ولوانّنا، سورۂ انعام)

ترجمہ ۔ اے نبی کہدیجئے کہ بہ تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

ف ۔ اس آیت میں دین اسلام کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، اور خلاصہ میں سب سے پہلی چیز نماز ہے۔ نماز کے بعد قربانی کو ذکر فرمایا، اور قربانی کے بعد دو لفظ ایسے عام ارشاد فرمائے یعنی "زندگی و موت" جو نہ صرف عبادات بلکہ تمام افعالِ انسانی کو حاوی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کامل وہ ہے جس کی زندگی کی ہر حالت خدا کے لئے ہو کھانا پینا سونا جاگنا چلنا بیٹھنا بولنا چُپ رہنا غرض ہر کام خدا کے لئے کرتا ہو، اور اُس کا مرنا بھی خدا ہی کے لئے ہو، یعنی مرتے وقت بھی اس کا دل خدا کی محبت و اطاعت سے لبریز ہو، اور زبان پر خدا ہی کا پاک نام ہو۔ ؎

بریں مُی زِیَم ہمبریں بگذرم

آیت ۴۱ ۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ط ——— (تبارک الذی، سورۂ قیامہ)

ترجمہ ۔ پس نہ (پیغمبر کی) تصدیق کی، نہ نماز پڑھی، بلکہ (پیغمبر کو) جھٹلایا اور (اُن سے) مُنھ پھیرا۔

ف ۔ اس آیت میں کافر کی حالت بیان ہو رہی ہے، اُس کے جرائم میں پہلا جرم بعد انکار پیغمبر کے ترکِ نماز کو قرار دیا، معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد پہلا سبق

نماز ہے۔ یہ بات بھی بہت قابل لحاظ ہے کہ تصدیق کے مقابل میں خدا نے تکذیب کو ذکر فرمایا، اور نماز کے مقابل میں مُنھ پھیرنے کو بیان کیا، معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا رسول سے مُنھ پھیرنا ہے (نعوذ باللہ منہ)

حدیث (۱۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ تَاْتِیْ قَوْمًا اَھْلَ کِتَابٍ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اُمَرَائِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ ——— (بخاری ومسلم)

ترجمہ یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو اُن سے فرمایا کہ اے معاذ! تم ایک جماعت اہل کتاب کے پاس جاتے ہو اُن کو تم دعوت دینا، کہ گواہی دیں اِس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں، اور اِس بات کی، کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں پس اگر وہ لوگ اس بات کو مان لیں تو اُن سے کہنا کہ اللہ نے ان پر پانچ وقت کی نماز ہر شب و روز میں فرض کی ہے، پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کو اطلاع دینا اِس بات کی کہ بتحقیق اللہ نے اُن پر صدقہ فرض کیا ہے جو اُن کے مالداروں سے لیکر اُنھیں کے

غریبوں کو دیا جائے گا، پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو خبردار زکوٰۃ میں ان کے بہترین مال نہ لینا۔ اور (اے معاذ! مظلوم کی بد دعا سے بچنا، کیونکہ اُس کی بد دعا کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوتا۔)

نماز میں مشغولیت اور اسکی تعلیم و اشاعت نبیوں کا کام ہے:-

آیت ۴۲۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔

(وما ابری، سورۃ ابراھیم)

ترجمہ:- اے میرے رب کر دے مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد میں سے بعض لوگوں کو۔

ف:- اس آیت میں حضرت ابراھیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا مذکور ہے چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو بتلایا گیا تھا کہ ان کی اولاد میں کچھ لوگ ظالم بھی ہوں گے۔ قولہ تعالیٰ:- لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ اس لئے انھوں نے اپنی تمام اولاد کے لئے دعا نہ مانگی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی یہ دُعا پڑھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ اللہ اکبر نماز اتنی بڑی چیز ہے کہ اُسکے قائم کرنے کی دُعا خدا کے خلیل نے خدا سے دُعا مانگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراھیم کو نماز کے ساتھ بڑی محبت و مشغولیت تھی اور کیوں نہ ہوتی خدا کے خلیل تھے۔

نکتہ۔ یہ دُعا حضرت ابراھیم علیہ السلام کے انتہائی شغف اور محبوب حقیقی جل شانہ کے ساتھ کمال محبت کی دلیل ہے۔ کیا اس دُعا سے پہلے حضرت ممدوح نماز کے قائم کرانے والے نہ تھے، تھے اور ضرور تھے مگر عشق کی خاصیت ہے کہ عاشق کے دل کو کبھی سیر نہیں ہونے دیتا، محبوب کے ذکر کی پیاس کبھی نہیں بجھتی، عمدہ سے عمدہ تحفہ

محبوب کی نذر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے کچھ نہ کیا۔ ؎

جاں دادمش بمژدہ وخجلت ہمی کشم
زیں نقد کم عیار کہ کردم نثار دوست

حضرت ابراہیم علیہ السّلام جس عبادت پر ایسے دلدادہ ہوں ہم لوگوں کی کیا ہستی کہ اس
عشق و محبت کی ہوس کریں مگر سنا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام مصر کے بازار میں
بک رہے تھے اور بڑے بڑے امراء حتیٰ کہ وزیر اور بادشاہ اپنی حوصلہ افزائی کر رہے تھے
ایک بڑھیا بھی اپنے کاتے ہوئے سوت کی گٹھڑیاں لیکر خریداری کے لئے پہونچی، بیچاری
ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھا رہی تھی کہ۔ ؎

ہمیں بس گرچہ من کاسد قماشم
کہ در سلک خریدارانش باشم

آیت ۳۴۔ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ؕ ——— (قال الم اقل لک، سورۂ مریم)

ترجمہ۔ اور حکم دیتے تھے وہ اپنے لوگوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا، اور تھے اپنے
پروردگار کے نزدیک پسندیدہ۔

ف۔ اس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت
اُن کی منقبت بیان ہو رہی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔
اس آیت کے ساتھ وہ آیت ملاؤ جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد
کہ اپنے لوگوں کو نماز کے لئے حکم دیجئے۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز کی تعلیم و تلقین تمام نبیوں کا
کام ہے۔

خوشخبری ہو اُن اقبال مندوں کو جو نماز کی اشاعت و ترویج میں مشغول رہتے ہوں کہ وہ منصب نبوت کا ایک کام کر رہے ہیں، اور جتنی دیر تک وہ اس کام میں مشغول رہتے ہیں اُنکو نیابتِ نبی کا ثواب ملتا ہے، نیابتِ پیغمبر کوئی معمولی چیز نہیں ہے، یہ وہ مسند ہے جس کے قریب جانے سے بڑے بڑوں کا زہرہ آب ہوتا ہے، مگر کریم کارساز نے اپنے بندوں کے لئے اِس سودے کو سستا کر دیا۔ فالحمد للہ حمداً کثیراً۔

آیت ۴۴ ۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۔ (قال الماقل لك سورۃ مریم)

ترجمہ ۔ پس نکلے وہ اپنی قوم کے سامنے محراب سے پھر اشارہ سے کہا ان کو کہ صبح و شام تسبیح پڑھو، یعنی نماز قائم کرو۔

ف ۔ اس آیت میں حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا حال ہے انھوں نے جب بشارت فرزند کی سُنکر خدا سے نشانی طلب کی تو خدا نے یہ نشانی بتائی کہ جب تمھارے گھر میں حمل رہے گا تو تمھاری زبان بند ہو جائے گی، کسی انسان سے بات نہ کرسکوگے۔ چنانچہ جب ایسا ہوا اور ان کی زبان بند ہوئی تو انھوں نے محراب سے نکل کر اپنی قوم کو اشارہ سے نماز پڑھنے کے لئے کہا۔

اِس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں :۔

(۱) ایک یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام اکثر محراب میں رہتے تھے، اور محراب میں رہنا نماز ہی کے لئے تھا، نماز میں مشغولیتِ کاملہ اُن کی ظاہر ہوئی۔ یہ مضمون آیت مابعد کے دیکھنے سے بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم نماز پر اس قدر

حریص تھے کہ جب زبان سے نہ بول سکے تو اشارہ ہی سے انھوں نے نماز کی تعلیم دی۔

دُعا:۔ اے مالکِ ارض و سماء اپنے نبیوں کے طفیل میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اُمت کے دل میں بھی نماز کی حرص پیدا کر دے اور ان سب کے طفیل میں اس گنہگار پر بھی جرعہ اس حرص کا ڈال دے۔ ع

کزاں جرعہ تا نفخہ صور مست

آیت ۴۵۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ———— (تلك الرسل، سورہ عمران)

ترجمہ۔ اسی جگہ (یعنی محراب میں) پکارا زکریا نے اپنے پروردگار کو، کہا کہ اے پروردگار میرے بخش دے مجھ کو اپنی طرف سے اولاد پاکیزہ، بیشک تو سننے والا ہے دُعا کا۔ پس آواز دی ان کو فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ خوشخبری دیتا ہے تم کو یحیٰی جیسے فرزند کی جو تصدیق کرنے والا ہے اللہ کے کلمہ کی اور سردار اور حصور ہوگا نبی ہوگا نیکوں میں سے۔

ف۔ سورۂ مریم میں یہ واقعہ ان الفاظ میں ارشاد ہوا ہے:— كهيعص ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ہ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ہ يٰزَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ہ۔

ترجمہ۔ کہیعص۔ یہ ذکر ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جبکہ اُسنے پکارا اپنے پروردگار کو چھپی آواز سے کہا اُسنے کہ اے میرے رب یہ تحقیق کمزور ہوگئی ہڈی میری اور بھڑک اٹھا میرا سر بڑھاپے سے، اور نہیں رہا میں تجھ کو پکار کر اے میرے رب محروم، اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے بعد (کہ وہ دین الٰہی کی حفاظت نہ کریں گے) اور میری بی بی بھی بانجھ ہے پس بخشدے مجھ کو اپنے پاس (یعنی اپنی قدرت کاملہ) سے کوئی کام سنبھالنے والا جو جانشین ہو میرا اور آلِ یعقوب کا، اور کر تو اس کو پسندیدہ (اسی وقت ہم نے کہا کہ اے زکریا ہم بشارت دیتے ہیں تجھ کو ایک فرزند کی جس کا نام یحییٰ ہوگا، ہم نے اس سے پہلے کوئی اس کا ہمنام نہیں بنایا۔

ان دونوں مقام کی آیات کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے نماز ہی کے اندر اولاد کی دعا مانگی[1]، اور خدا کی طرف سے فی الفور نماز ہی کے اندر اُن کو دعا کی قبولیت کا مژدہ[2] سنا دیا گیا۔

---

[1] نماز کے اندر دعا مانگنا قعدۂ اخیرہ میں بعد درود شریف کے ثابت ہے چھپی آواز سے دعا مانگنا اسی وجہ سے فرمایا کہ نماز کے اندر دعا آہستہ آواز سے مانگی ہی جاتی ہے۔ بعض مفسرین نے چھپی آواز کا مطلب کچھ اور بھی بیان کیا ہے۔ ۱۲

[2] یہ مژدہ فرشتوں نے سنایا تھا نماز کے اندر اس عالم کے کسی شخص کی طرف متوجہ ہونا منع ہے، نہ اُس عالم کی طرف۔ ۱۲

ان آیات سے دونوں باتیں معلوم ہوئیں :۔ اوّل حضرت زکریا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز میں بکثرت مشغولیت۔ دوم نماز میں مقبولیتِ دعا کی خاصیت کا ہونا جیسا کہ انتیسویں آیت میں بیان ہوا۔

تفسیر ۔حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا میں خاصیت ہے کہ جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو اس دُعا کا ورد کرنے سے خدا اُس کو اولاد دیتا ہے، یہ خاصیت علامہ سیوطیؒ نے بھی اتقان میں لکھی ہے۔ یہ ناچیز کہتا ہے کہ اگر نماز تہجد میں بعد درود کے دعا ماثور کی جگہ پر یا اسکے بعد اس دعا کا ورد کرے تو اور زیادہ اُمید قبولیت کی ہے۔ اس ناچیز نے جن لوگوں کو یہ وظیفہ بتایا اُب تک اس میں سے کوئی محروم نہیں رہا، اور اس وظیفہ کی میعاد زائد از زائد چالیس روز ہے۔ اگر عورت یہ وظیفہ پڑھے تو ایام عذرِ معیّن میں تہجد کی نماز میں پڑھنے کے بجائے خارج نماز میں پڑھے۔

آیت ۴۶ ۔ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۔ (ومامن دابۃ سورۂ ھود)

ترجمہ ۔ کہا کافروں نے کہ اے شعیب کیا تمھاری نماز تم کو حکم دیتی ہو کہ ہم اُن چیزوں کی عبادت چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں کریں، بہ تحقیق تم بردبار اور سیدھے ہو۔

ف ۔حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ میں دو گناہ ہو رہے تھے :۔ ایک شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے، دوسرے ناپ تول میں کمی۔ انھیں دونوں گناہوں کو انھوں نے منع جس کا جواب کافروں نے یہ دیا جو آیت میں مذکور ہوا۔

اِس آیت سے ایک عجیب شان نماز کی معلوم ہوتی ہے کہ کافروں نے حضرت شعیبؑ کے کارناموں کو ان کی نماز کی طرف منسوب کیا۔ ایک شخص کے افعال جو دوسرے کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں تو اسی صورت میں کہ وہ دوسرا شخص اُس پر حاوی اور حاکم ہو، کسی لڑکے کی کوئی بات ناپسند کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تمھارے ماں باپ نے تمھارے اُستاد نے تم کو یہی سکھایا ہے۔ وعلیٰ ہذا۔

معلوم ہوا کہ کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی مشغولیت اور محویت نماز میں دیکھ کر، اور یہ محسوس کرکے کہ ان کے اوپر نماز کا قبضہ ہے، اور ان کی باگ نماز کے ہاتھ میں ہے، نمازہی کو اس قابل سمجھا کہ بجائے ماں باپ یا اُستاد و مرشد کے اُن کے افعال نماز کی طرف منسوب کئے جائیں۔ سچ ہے نمازی بالکل نماز کے ہاتھ میں ہو جاتا ہے اور جو کچھ نماز چاہتی ہے اُس سے کراتی ہے۔ ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست

مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مقام عبرت ہے ایک نماز وہ تھی کہ کفار تک اس کی سطوت و حکومت کے آثار محسوس کرتے تھے اور ایک نماز یہ ہے جس کی تاثیرات میں آج مسلمان متردد نظر آتے ہیں۔ ع

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

تنبیہ۔ ساتویں آیت میں نماز کے ناہی ہونے کا ذکر ہے، یعنی وہ بُرے کاموں سے نہی کرتی ہے، روکتی ہے، اور اس آیت میں اُسکے آمر ہونے کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز آمر بھی ہے اور ناہی بھی ہے۔

آیت ۴۷۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ

حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(وَقَالَ الَّذِيْنَ، سورہ شعراء)

ترجمہ ۔ اور بھروسہ کیجئے (اے نبی) اُس غالب مہربان پر، جو دیکھتا ہے آپ کو جس وقت آپ (نماز میں) کھڑے ہوتے ہیں، اور وہ دیکھتا ہے آپ کا الٹ پلٹ ہونا سجدہ کرنے والوں میں، بہ تحقیق وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے ۔

الٹ پلٹ ہونے سے سجدہ[1] کی حالت کا بیان کرنا مقصود ہے ۔ جب کوئی شخص سجدہ کرتا ہے تو الٹ پلٹ ہوجاتا ہے یعنی جھک جاتا ہے زمین پر سر رکھ دیتا ہے، پھر اونچا ہوتا ہے یعنی سر اُٹھالیتا ہے اور پھر رکھ دیتا ہے، اور فرمایا کہ سجدہ کرنے والوں میں اس سے جماعت کی طرف اشارہ نکلا، یعنی وہ نمازیوں کے ساتھ مل کر آپ کا سجدہ کرنا دیکھ رہا ہے ۔

ف ۔ اِس آیت سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشغولیت نماز میں اور اُس مشغولیت کا منظورِ نظر کبریائی ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

آیت ۴۸ ۔ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ـــــــ (تبارک الذی، سورۂ جن)

---

[1] اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرتؐ کا اپنے اصحابؓ کی نگرانی کرنا، اُن کے پاس جانا مراد ہے بعض نے یہ بھی لکھ دیا کہ آپ کے نور کا نمازیوں میں منتقل ہونا مراد ہے، جس سے آپ کے تمام آبائے کرام کا مومن ہونا ثابت کردیا ہے ۔ مگر یہ قول نہایت ضعیف ہے ۔ سیدھا مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، اور وہی اکثر مفسرین کا قول ہے ۔ (دیکھو معالم التنزیل) ۱۲ ۔

ترجمہ ۔ اور بہ تحقیق جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ (یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کو پکارتا ہوا تو قریب تھا کہ اس پر گر پڑیں ۔

ف ۔ اس آیت سے پہلے قوم جن کے کچھ لوگوں کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آنا اور قرآن سُنکر ایمان لانا، پھر اپنی قوم میں جاکر وعظ و نصیحت کرنا بیان فرمایا ہے، اس آیت میں بھی اسی واقعہ کا ایک جزو مذکور ہے ۔

اس آیت کا مطلب مفسّرین نے ۲ دو طرح بیان کیا ہے :۔

(۱) ایک یہ کہ یہ مقولہ جنوں کا ہے وہ اپنی قوم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جماعت کا حال بیان کر رہے ہیں کہ وہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ ان کے پیچھے جمع ہو جاتے ہیں یعنی صحابۂ کرامؓ صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اس مطلب کی بناء پر یہ واقعہ سفرِ طائف کا نہیں ہے بلکہ ایک دوسرا واقعہ ہے ۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ مقولہ جنوں کا نہیں ہے بلکہ خداوند کریم خود اپنی طرف سے فرماتا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ رہے تھے تو جنوں کا ہجوم ہوا، اور قریب تھا کہ آپ کے اوپر گر پڑیں قرآن سُننے کے شوق میں، یا قرآن سُننے سے وجد میں آکر، اس مطلب کے بیان کرنے والے اس کو سفرِ طائف کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کس وقت کی نماز تھی، ایک جماعت عشاء کی نماز کہتی ہے اور دوسری جماعت فجر کی نماز بیان کرتی ہے، ان دو قولوں کے سوا کوئی تیسرا قول نہیں ہے ۔

یہی واقعہ جنوں کا سورۂ احقاف میں بھی بیان ہوا ہے جو آگے کی آیتوں میں انشاء اللہ تعالیٰ ملے گا ۔

ان آیتوں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محویت و مصروفیت نماز کی

ایک کامل تصویر ہے جس کو آیت کے پڑھنے والے کا ذوق خوب محسوس کرتا ہے۔

آیت ۴۹ - اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ -

(تبارك الذی سورہ مزمل)

ترجمہ - بہ تحقیق آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قریب دو تہائی شب کے نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور کبھی نصف شب اور کبھی ایک تہائی شب اور ایک گروہ آپ کے ساتھیوں میں کا بھی ایسا ہی کرتا ہے، اور اللہ اندازہ رات اور دن کا اس کو معلوم ہے کہ تم لوگ اس قدر نباہ سکو گے لہذا اُس نے تم لوگوں پر مہربانی کی، پس جس قدر قرآن آسان ہو اُسی قدر پڑھو۔

ف - ان آیتوں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کرام کی محویتِ کاملہ نمازِ تہجد میں بیان ہوئی ہے حتّٰی کہ خداوند کریم نے ازراہِ شفقت و رحمت منع کیا کہ اس قدر مشغولیت کا نبھنا مشکل ہے لہذا جس قدر نبھ سکے اُسی قدر کیجئے۔

نماز سب سے زیادہ مدح اور عزّت کی چیز ہے :-

قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے اپنے عباد صالحین خصوصًا انبیاء و صدیقین کی مدح میں خصوصیت کے ساتھ اُن کی نماز کو ذکر فرمایا ہے، اور نمازیوں کی بڑی عزّت قائم کی ہے

چنانچہ مثال کے طور پر چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔

آیت ۵۰۔ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ——— (حمٓ، سورۂ فتح)

ترجمہ۔ دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرتے ہوئے ڈھونڈتے ہیں بخشش اللہ کی اور رضامندی اس کی یعنی بڑے اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

ف۔ اس آیت میں حق سبحانہٗ نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ کی مدح بیان فرمائی ہے کہ اُن میں ایک صفت یہ ہے کہ وہ اخلاص نیت سے کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس مدح کی عظمت پورے طور پر اُس وقت کھلے گی جب یہ بات بھی ذہن میں ہو کہ قرآن مجید میں صحابۂ کرامؓ کے فضائل و مناقب محض اسلئے بیان کئے گئے ہیں کہ ان کے کمالات رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیِ برحق ہونے کی دلیل ہیں، شاگردوں کا کامل ہونا اُن کے اُستاد کے اکمل ہونے کا زبردست برہان ہے، خصوصًا جبکہ اُن شاگردوں نے سوا اُس ایک اُستاد کے کسی سے کوئی علم و ہنر حاصل ہی نہ کیا ہو۔ اس مضمون کے ذہن نشین کرنے کے بعد آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ اللہ اکبر نماز کی یہ شان ہے کہ صحابۂ کرام کی نماز کو حق تعالیٰ نے امام الانبیاء سید الرسل جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی دلیل قرار دیا ہے۔ نبوت تو نبوت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اور اپنے اصحاب کی نمازوں کو، اُن کے صدقات و خیرات کو خدا کی ہستی کا نشان و برہان قرار دیا ہے۔

حدیث (۱۸) عن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق حتی اغبر بطنہ ویقول ؎

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ٭ ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزل سکینۃ علینا ٭ وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولیٰ قد بغوا علینا ٭ اذا ارادوا فتنۃ اَبَینا
یرفع صوتہ ابینا ابینا ——— (بخاری ومسلم)

یعنی حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھاتے جاتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے کہ قسم اللہ کی اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم لوگ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے پس اے اللہ! ہم پر سکینہ نازل کر اور مقابلۂ دشمن کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ۔ بہ تحقیق ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے (وجہ یہ کہ) جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے تو ہم ان کا ساتھ نہ دیتے تھے۔ آخری کلمہ کو آپ دو تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے جاتے تھے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابۂ کرامؓ کی نماز تو بڑی چیز تھی آج اگر کوئی مسلمان اچھی نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور بے دینوں کو خدا کی ہستی کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ ؎

بنگر ایں حالت درویشاں را ٭ جوشش و سوزش عشق ایشاں را
کہ دریں رہ چہ طلب ہا دارند ٭ در طلب ہا چہ تعب ہا دارند
زیں طلب گر نہ خدا یافتہ اند ٭ ایں ہمہ بہر چہ بشتافتہ اند
در طلب ایں ہمہ جانبازی چیست ٭ مال و اسباب فدا سازی چیست

آیت ۵۱۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ

وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ——— (اقترب للناس، سورۂ حج)

ترجمہ۔ وہ لوگ کہ جب ہم ان کو تمکین دیں گے زمین میں تو قائم کریں گے نماز اور دیں گے زکوٰۃ اور حکم دیں گے اچھی بات کا اور روکیں گے بُری بات سے اور اللہ کے لئے[1] ہے انجام کاموں کا۔

ف۔ اس آیت میں بھی صحابۂ کرامؓ اور خاصکر مہاجرین کے فضائل بیان ہوئے ہیں اس سے اوپر صاف تصریح اُن کے ہجرت کی ہے الذین اخرجوامن دیارھم۔ ارشاد ہوا ہے کہ یہ مہاجرین اس صفت کے لوگ ہیں کہ جب ان کو زمین میں تمکین وحکومت ملے گی اور بادشاہت کی وہ دولت اُن کو حاصل ہوگی جس کے نشہ میں مست ہو کر لوگ بڑی بڑی بغاوتیں کرنے لگتے ہیں، فرعون کا دعویٰ خدائی محض اسی بنیاد پر تھا کہ اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ مگر یہ سب جاہ وحشم اُن پر کچھ بھی اثر نہ کرے گا وہ اس رتبۂ خداداد پر پہونچ کر بھی اپنے مالک ومحبوب کی یاد میں ویسے ہی مصروف ومشغول رہیں گے، نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بجالائیں گے غرض رسول ربّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رنگ اُن پر چڑھایا ہے وہ کسی تیزاب سے اُتر نہیں سکتا۔ سچ ہے سہ

چو دل با دلبرے آرام گیرد ٭ بوصلِ دیگرے کے کام گیرد

---

[1] اللہ کے لئے ہونے کے یہاں دو مطلب ہیں:۔ اوّل یہ کہ اللہ کو ہر چیز کے انجام کا علم ہے لہٰذا وہ اپنے علم کامل کی رو سے خبر دیتا ہے کہ ان ممدوحین کا انجام ایسا ہی ہوگا کہ نماز قائم کریں گے الخ۔ دوسرا مطلب یہ کہ ہر چیز کا انجام خدا کے اختیار میں ہے، لہٰذا آیت میں جو اوصاف ممدوحین کے بیان ہوئے ہیں خدا اپنی قدرت سے اس کو خلاف نہ ہونے دے گا۔ ۱۲

نہی صد دستہ ریحان پیش بلبل ⁂ نخواہد خاطرش جز نکہت گل
خوش آں دل کاندرو منزل کند عشق ⁂ ز کار عالمش غافل کند عشق

یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں بایں الفاظ بیان فرمایا ہے :-

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝"

ترجمہ - وعدہ دیا ہے اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے یعنی (اے اصحاب نبیؐ) تم کو اور کئے انھوں نے اچھے کام کہ ضرور ضرور خلیفہ کرے گا ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے سے تھے (یعنی اصحاب موسیٰؑ کو) اور ضرور ضرور قرار پذیر کر دے گا ان کے لئے ان کے دین کو جس کو پسند کیا ہے اللہ نے ان کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن سے (اس رتبۂ عالی پر پہونچنے کے بعد بھی) وہ عبادت کریں گے میری نہ شریک کریں گے میرے ساتھ کسی کو اور جو لوگ اس (نعمت کے ملنے) کے بعد (اس نعمت کی) ناشکری کریں گے، وہ اعلیٰ درجہ کے نافرمان ہیں -

ان دونوں آیتوں کا مقصود ایک ہے - فرق صرف اجمال و تفصیل کا ہے، کوئی بات پہلی آیت میں مفصل ہے تو اس آیت میں مجمل ہے، اس آیت میں مفصل ہی تو پہلی

آیت میں مجمل ہے، مثلاً پہلی آیت میں مہاجرین کی تصریح ہے، اور اس آیت میں تصریح نہیں ہے، بلکہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ مِنْکُمْ کی قید بڑھا کر مہاجرین کی طرف اشارہ کیا گیا، اور مثلاً پہلی آیت میں تمکین کی لفظ مجمل ہے، اور اس آیت میں اس کی تفصیل میں تین چیزیں بیان ہوئیں :-

(۱) زمین میں ان کو خلافت ملے گی۔

(۲) ان کا دین پائدار اور مضبوط کر دیا جائے گا۔

(۳) ان کو کسی دشمن کا خوف نہ رہے گا۔

اور مثلاً پہلی آیت میں ان کے نیک اعمال کی تفصیل ہے، جس میں سب سے پہلے نماز کو بیان کیا ہے، اور اس آیت میں انھیں نیک اعمال کو اجمالاً لفظ عبادت کرنے اور شرک نہ کرنے کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

آیت ۵۲۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا وَّالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔ (وقال الذین، سورۂ فرقان)

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرم چال (یعنی ان کی روش میں تکبر و تبختر نہیں ہوتا) اور جب جاہل لوگ اُن سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں (یعنی ان سے لڑتے جھگڑتے نہیں، سلامتی کی بات کہہ دیتے ہیں یا اُن کو منہ نہیں لگاتے ہیں، سلام کہہ کر اُن سے الگ

ہو جاتے ہیں) اور وہ لوگ جو رات بسر کرتے ہیں اپنے پروردگار کے لئے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے (یعنی بے دینوں کی طرح رات کو سوتے ہیں، یا لہو ولعب میں نہیں کاٹتے بلکہ نماز تہجد پڑھتے ہیں، کبھی سجدہ میں ہیں اور کبھی قیام میں) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار پھیر دے ہم سے جہنّم کا عذاب، بہ تحقیق جہنّم کا عذاب بڑی سخت چیز ہے، بیشک وہ بُری جگہ ٹھہرنے کی اور نہایت خراب مقام ہے۔

ف: ذرا دیکھو تو اس آیت میں مالک عرش بریں نے کس شان کے ساتھ نمازیوں کی تعریف کی ہے ان کو عِبَادُ الرَّحْمٰن یعنی رحمٰن کا بندہ فرمایا، ان کی شب باشی کا دوران قیام وسجود کا ذکر کیا۔ وہ بندے کیسے اقبال مند ہیں جن کی نیازمندی مالک کو اس قدر پسند کہ ان کے قیام ورکوع اور سجود کا تذکرہ اپنی کتاب میں فرمائے۔ اے رحمٰن کے بندو تم کو یہ دولت گوارا ہے طوبیٰ لکم ثم طوبیٰ لکم۔ صحابۂ کرامؓ نے قرآن ہی سے یہ سبق سیکھا کہ کسی تعریف اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ اس کی نماز کا تذکرہ کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آپ کی نماز ہی کو ذکر کیا۔ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ فرماتے ہیں۔ ؎

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْا كِتَابَهٗ ❊ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ[1]

---

[1] ترجمہ: ہمارے درمیان میں خدا کا رسول ہے جو کتاب الٰہی کی تلاوت کرتا ہے جس وقت سپیدی نمودار ہوتی ہے، اور رات اس حالت میں گذارتا ہے کہ اس کا پہلو اسکے بستر سے جُدا ہوجاتا ہے جبکہ مشرکوں کے بستر ان کے بوجھ سے گرانبار ہو چکتے ہیں یعنی آدھی رات کو۔ ۱۲

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ✧ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

(صحیح بخاری)

حاصل مطلب دونوں شعروں کا یہ ہوا کہ خدا کے رسول جو ہم میں ہیں ان میں یہ بزرگی ہے کہ وہ فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔

آیت ۵۳۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

(سبحٰن الذی، سورۂ کہف)

ترجمہ۔ اور روکئے (اے نبی) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (یعنی انھیں کی صحبت میں بیٹھئے) جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، اور چاہتے ہیں رضامندی اللہ کی (یعنی خدا کے لئے نماز پڑھتے ہیں) اور نہ پھریں آپ کی دونوں آنکھیں اُن سے (یعنی آپ کا لطف و کرم کل کا کل اُنھیں لوگوں پر ہونا چاہیئے) کیا آپ دُنیا کی زینت چاہتے ہیں، اور مت کہنا مانئے اُس شخص کا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (یعنی وہ نماز نہیں پڑھتا) اور ہے کام اُس کا حد سے باہر نکلا ہوا۔

ف۔ اگلی اُمتوں کے کفار کی طرح کفار مکہ نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے گرد و پیش ہر وقت غریبوں اور رذیل لوگوں کا مجمع رہتا ہے، اُن کے برابر بیٹھنا ہمارے لئے عار ہے، لہٰذا اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے جُدا کر دیں تو ہم لوگ

آپ کی طرف رجوع ہو سکتے ہیں۔ اسی پر یہ آیت اتری اور خداوند علیم و خبیر نے ان غریبوں کی اس قدر عزّت افزائی کی کہ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے نبی سیّدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ انھیں کی صحبت میں بیٹھئے اور آپ کا لطف و کرم انھیں پر رہنا چاہئے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے کو صبر کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر ان غریبوں کی دوستی میں آپ کو کچھ پریشانی اور مصیبت پیش آجائے تو وہ بھی برداشت کیجئے، اور لطف و کرم کا حکم ان لفظوں سے دیا کہ دونوں آنکھیں آپ کی ان سے نہ پھریں، ایک آنکھ نہیں بلکہ دونوں آنکھوں کو فرمایا، جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ لطف و کرم کا کوئی ذرّہ ان غریبوں کے سوا کسی کو نہ ملنے پائے، پھر یہ تاکید بلیغ تو دیکھئے کہ نہی سے ارشاد ہوتا ہے کہ کیا آپ طالبِ دنیا ہیں جو غریبوں کی صحبت سے پرہیز کریں اور امیروں سے دوستانہ تعلقات کی خواہش کریں۔

پھر سب سے زیادہ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ان غریبوں کی کون سی صفت خدا کو پسند آئی جو اتنا بڑا اعزاز کیا گیا، خدا نے سوا نماز کے اور کوئی بات ان کی آیت میں ذکر نہ فرمائی۔

اے پیاری نماز افسوس! کہ یہ تیری عزّت آج کل کے مسلمانوں کو معلوم نہیں شاید ان کو خبر نہیں کہ مالک کے یہاں تیری اتنی قدر ہے ورنہ امید نہ تھی کہ تیری طرف سے اتنی غفلت کی جاتی اور تیرے شیدا اس طرح جاہل دشمنوں کی ملامت کا نشانہ بنتے ہے

کاش کاناں کہ عیب من گفتند

رویت اے دلستاں بدیدندے

یہی مضمون جو اس آیت میں بیان ہوا ہے سورۂ انعام میں بایں الفاظ ہے:۔

"وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

ترجمہ ۔ اے نبیؐ (اپنے پاس سے) مت ہٹایئے اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، چاہتے ہیں رضامندی اس کی، نہیں آپ پر اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ اُن پر آپ کے حساب میں سے کچھ اگر آپ اُن کو اپنے پاس سے ہٹائیں گے تو ظالموں میں سے ہو جائینگے۔

اللہ اکبر! نمازیوں کی عزت کی کچھ حد ہے۔

آیت ۴۵ ۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

(واعلموا، سورۂ توبہ)

ترجمہ ۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں حکم دیتے ہیں اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بُری بات سے اور قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اسکے رسول کی یہی لوگ ہیں کہ رحم کرے گا ان پر اللہ بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ف ۔ ان آیات کے اوپر حق تعالیٰ نے منافقوں کی حالت اور ان کی مذمت بیان فرمائی ہے، اب ان آیات میں بمقابل ان کے مومنوں کے حالات اور ان کی مدح ارشاد فرمائی،

اس تقابل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اوصاف جن میں نہ ہوں وہ شائبۂ نفاق سے پاک نہیں ہو سکتے۔

نمازیوں کے مدارج عالیہ آخرت میں :-

اگرچہ ابتک جس قدر آیتیں لکھی گئیں سب میں کم وبیش مدارج اخروی کا بیان بھی ہے مگر اب ایک خاص عنوان سے اس کا بیان منظور ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز کے فوائد اُخروی کا بیان بیشمار آیتوں میں ہے، یہاں ہمیں صرف نمونہ کے طور پر ذکر کرنا مقصود ہے۔

آیت ۵۵ - وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ه جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ه سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ه ———

(وما ابرئ نفسی، سورۂ رعد)

ترجمہ - اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کی توجہ حاصل کرنے کیلئے اور قائم کی نماز اور جو ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے (غرض ہر طریقے سے ہماری راہ میں) خرچ کیا، اور جواب دیتے ہیں وہ بُرائی کا بھلائی سے، یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہے پچھلا گھر یعنے باغ ہمیشگی کا کہ داخل ہوں گے وہ اُس میں، اور جو نیک ہوں گے اُن کے باپ داداؤں میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے

اور فرشتے داخل ہوں گے اُن پر ہر دروازے سے، اور کہیں گے کہ سلام ہو تم پر بسبب اسکے کہ صبر کیا تم نے پس کیا اچھا ہے پچھلا گھر۔

ف۔ اس آیت میں بڑے مدارج عالیہ نمازیوں کے بیان فرمائے گئے :۔

اوّلؔ یہ کہ فرمایا :۔ دارِ آخرت اُنھیں کے لئے ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

دوّم فرمایا کہ :۔ اُن کے آباء و اجداد اور ازواج و ذرّیات بھی جنّت میں ان کے ساتھ ہوں گے، یہ بھی بڑی بات ہے کہ محض[1] انھیں کی وجہ سے ان کے متعلقین کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا۔

سوّم فرمایا کہ :۔ فرشتے بطور خدام[2] کے ان کے پاس آمد و رفت رکھیں گے اور ان کو سلام کریں گے، یہ بھی کچھ کم عزّت و شرف کی بات نہیں ہے۔

چہارم فرمایا کہ :۔ دار آخرت بڑی اچھی جگہ ہے۔ اس جامع اور مختصر کلمہ میں جو تمام نعمائے آخرت کو شامل ہے بڑی شان بیان فرمائی گئی۔ اللہ اکبر۔

دُعا۔ الٰہی اپنے اسمائے حسنیٰ کے طفیل میں اپنے عباد صالحین کے طفیل میں اپنے اس گنہگار

---

[1] آباؤ اجداد وغیرہ کے لئے نیک ہونے کی قید جو لگائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشرک نہ تھے، جنّت میں داخل ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے گو بعد عذاب کے یا کسی ادنیٰ طبقے میں داخل ہوتے، اب ان کی وجہ سے بغیر عذاب کے طبقۂ اعلیٰ میں داخل ہو گئے۔ ۱۲

[2] خادم ہونے کا مضمون مِن کُلِّ بابٍ کے الفاظ سے نکلا دوست و احباب ہر دروازے سے نہیں آسکتے ان کے آنے کا دروازہ معیّن ہوتا ہے، یہ خادموں ہی کا شیوہ ہے کہ وہ ہر دروازہ سے داخل ہوں۔ ۱۲

عاجز و شرمسار بندے کو بھی یہ نعمت عطا فرما، اور نماز قائم کرنے والوں میں سے کر دے
یا اللہ! تیری رحمت بہت بڑی ہے، اور اسی رحمت نے یہ حوصلہ دل میں پیدا کیا ہے

نماز کے مکان یعنی مسجد کی عظمت :۔

آیت ۵۶ ۔ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ط ________ (قد افلح، سورۂ نور)

ترجمہ ۔ یہ نور پاک اُن گھروں میں ملے گا جن کی بابت خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند[ل] کئے جائیں اور لیا جائے اُن میں نام اللہ کا، تسبیح پڑھتے ہیں اللہ کی اُن گھروں میں صبح و شام کچھ مرد کہ نہیں غافل کر سکتی اُن کو کوئی سوداگری اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے، اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں وہ اُس دن سے جس میں پلٹ جائیں گے دل اور نگاہیں یعنی قیامت کے دن سے۔

ف ۔ اس آیت کے اوپر حق تعالیٰ نے اپنے نور پاک کی مثال بیان فرمائی ہے، او

[ل] مکان کے بنانے کو عرب کے محاورہ میں بلند کرنا کہتے ہیں اسلئے کہ مکان میں دیوار ضرور ہوتی ہے اور دیوار کے لئے بلندی لازم ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ بلندی سے عمارت کی بلندی مراد ہو۔ ۱۲

ایک عجیب وغریب چراغ سے تشبیہ دی ہے، مثال وتشبیہ کیا بلکہ اپنے حسن وجمال بیمثال کا قصّہ سناکر اپنے بندوں کے دل لئے ہیں۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ✽ بساکین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش ✽ زجاں آرام برباید زتن ہوش

پھر رحمتِ الٰہی کا جو اس امّت پر بے حساب ہے یہ تقاضا ہوا کہ اس نور کے ملنے کی جگہ بتادی جائے اور جگہ بھی ایسی بتائی جائے کہ اُس سے مسلمانوں کی کوئی بستی خالی نہ ہو لہٰذا فرمایا کہ یہ نور اُن گھروں میں ملے گا جن میں یہ دو علامتیں پائی جائیں:۔

اوّل ۔خدا نے اُن گھروں کے بنانے کا حکم دیا ہو، اور یہ حکم دیا ہو کہ میرا نام وہاں لیا جائے۔

دوم ۔دوسری علامت یہ کچھ مردانِ خدا جن میں ایسے ایسے اوصاف ہوں وہاں صبح وشام خدا کی تسبیح پڑھتے ہوں یعنی نماز قائم کرتے ہوں —— صبح وشام کی لفظ تخصیص کے لئے نہیں ہے بلکہ دن اور رات کے دونوں کنارے ذکر فرما کر نماز کے تمام اوقات مراد لئے ہیں۔

صاف ظاہر ہوگیا کہ ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں کیونکہ مسجدوں کے سوا اور کسی گھر کے بنانے کا خدا نے حکم نہیں دیا اور نہ تخصیص کے ساتھ کسی گھر کی بابت خدا کا یہ حکم ہے کہ وہاں میرا نام ضرور لیا جائے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسجد بھی مراد نہیں بلکہ خاص وہ مسجد مراد ہے جو نماز وجماعت سے آباد ہو۔ مکان کی عزّت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے جس مسجد میں نماز وجماعت کا انتظام نہ ہو وہ مکان تو ہے مگر بغیر مکین کے۔ اِس آیت سے مسجد کی بڑی عظمت ثابت ہوئی، اس سے بڑھ کر عظمت کیا ہوگی کہ

خدا کے نور پاک کی تجلّی وہاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ ایمان مسجد سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ قیس کو بھی لیلیٰ کے مکان سے اتنی محبت نہ ہوگی۔

حکایت۔ ایک دن لوگوں نے قیس کو دیکھا کہ ایک ویرانہ میں گشت کر رہا ہے اور اس کی شکستہ دیواروں کو خس و خاشاک کو بوسہ دیتا ہے اور وہاں کی خاک پر اپنی جان فدا کر رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے قیس یہ کیا حرکت ہے۔ قیس نے جواب دیا کہ آپ لوگوں کو اس کی حقیقت نہ معلوم ہے اور نہ معلوم ہو سکتی ہے، کوئی میرے دل سے اس ویرانہ کی عظمت و عزّت کو پوچھے۔ ؎

قصّہ کوتہ نشیمن لیلیٰ است ☆ کہ زہر موے من باو میلی است
نیست اینجا فتادہ دیوارے ☆ کہ بہ پیشش نہ سودہ یکبارے
نیست اینجا فتادہ خاروخسے ☆ کہ دامن بران کشیدہ بسے

قیس کا جب یہ حال اس مکان کے ساتھ ہو جس میں لیلیٰ کبھی رہتی تھی تو اہلِ ایمان کا کیا حال مساجد اللہ کے ساتھ ہوگا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ:۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

آیت ۵۷۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ط ———— (واعلموا، سورۂ توبہ)

ترجمہ۔ سوا اس کے نہیں کہ آباد کریں گے اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر پچھلے دن یعنی قیامت پر اور نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔

ف ۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کا آباد کرنا ایک عظیم الشان رتبہ ہے یہ رتبہ ہر شخص کو نہیں مل سکتا۔ ؎

ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند ٭ سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جس کو اس رتبہ کی آرزو ہو وہ اپنے میں وہ صفات پیدا کرے جو آیت میں مذکور ہیں۔

آج عجیب ایک غلط فہمی یہ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ مسجد کی آبادی کا مطلب یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں روشنی خوب ہو، جانمازیں عمدہ عمدہ ہوں وغیر ذلک۔ حالانکہ یہ چیزیں اگر بقدر ضرورت ہوں تو نمازیوں کی خدمت ہیں نہ مسجد کی جیسا کہ اٹھاویں آیت میں انشاءاللہ تعالیٰ بیان ہوگا مسجد کی آبادی و خدمت سوا ذکر خدا اور خاصکر نماز کے اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔

حدیث (۱۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (ترمذی)

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی آمد و رفت مسجد میں زیادہ دیکھو اُس کے مومن ہونے کی گواہی دو کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

آیت ۵۸۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ——— (اقترب، سورۂ حج)

ترجمہ ۔ اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو یعنی بعض کو بعض کے ذریعے
تو البتہ گرادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور
مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔

ف ۔ اس سے اوپر جہاد کا حکم ہے اس آیت میں حکمِ جہاد کی علت بیان ہو رہی ہے
کہ اگر شرائع الٰہیہ میں جہاد کا حکم نہ ہوتا اور حکمِ جہاد دے کر خدا مفسدوں کو مومنوں کے ہاتھ
سے دفع کرنے کا سلسلہ نہ قائم کرتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر مذہب و ملت کے عبادت خانے اور
نماز کے مکان گرادیئے جاتے۔

اللہ اکبر کس قدر عظمت نماز کی ہے، جہاد کی مشروعیت محض نماز کے مکان یعنی مساجد کی
حفاظت کے لئے ہے، جہاد کیا ہے نماز کے مکان کا ایک چوکیدار ہے اور بس ——————
مسجدوں کے متعلق یہ فرمانا کہ وہاں خدا کا نام بکثرت لیا جاتا ہے کچھ کم فضیلت نہیں ہے۔

آیت ۵۹ ۔ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ
طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۔ (الم، سورہ بقرہ)

ترجمہ ۔ اور ہم نے حکم بھیجا ابراہیم اور اسمٰعیل کی طرف کہ پاک رکھو
تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں
اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

ف ۔ کعبۂ مکرمہ کی بڑی فضیلت ہے کہ دو جلیل الشان پیغمبر جن میں ایک
خدا کا خلیل اور دوسرا ذبیح ہے اسکے خادم بنائے گئے اور چونکہ کعبہ بھی ایک مسجد ہے چنانچہ
قرآن مجید میں کئی جگہ اس کو مسجد کے نام سے یاد بھی فرمایا ہے اسلئے کعبہ کی یہ فضیلت مساجد کی عظمت
کو ثابت کرتی ہے۔ نیز چونکہ وجہ اس حکم کی جو ان دونوں پیغمبروں کو ملا تھا صرف طواف نہیں ہے

بلکہ اعتکاف و رکوع و سجود بھی ہے جو تمام مساجد میں مشترک ہے لہذا یہ حکم بھی مشترک رہا، ہاں کعبہ جس مسجد کا نام ہے وہ افضل المساجد ہے اور اسلئے ایک مخصوص عبادت اس کے لئے مقرر فرمائی گئی یعنی طواف، جو نہ کسی اور مسجد کے لئے جائز ہے نہ کسی اور محترم سے محترم مقام کے لئے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کا پاک صاف رکھنا اور اس قسم کے جتنے کام ہیں وہ نمازیوں کے لئے کئے جاتے ہیں۔

مسجد کی بزرگی کا مسئلہ اعتکاف سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کسی مقام میں محض ٹھہر جانا باعث ثواب نہیں سوا مسجد کے کہ اُس میں فقط ٹھہر جانا بھی عبادت ہے جس کا نام دین الٰہی نے "اعتکاف" رکھا ہے ـــــــ اللہ اکبر جس کے مکان کی یہ عظمت ہو اُس مکین کی عظمت کا کیا حال ہوگا۔

نفیسہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی پیاری کتاب:۔ "جذب القلوب" میں لکھتے ہیں کہ:۔ ایک مفت کی عبادت ہے جس سے لوگ غافل ہیں وہ یہ کہ جب نماز پڑھنے مسجد میں جائیں تو اتنی دیر کے لئے اعتکاف[1] کی نیت کر لیا کریں تاکہ مسجد میں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کا ثواب بھی مل جایا کرے۔

جو مضمون اس آیت میں ہے، سورۂ حج میں بایں الفاظ بیان فرمایا گیا ہے:۔

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ

---

[1] اس اعتکاف میں ویسے سخت شرائط نہیں ہیں جیسے کہ اعتکاف نذر یا اعتکاف سنّت موکدہ میں ہوتے ہیں، یہ اعتکاف مستحب ہے، اس کے لئے وقت کی مقدار بھی معین نہیں ہے، ایک منٹ کیلئے بھی ہو سکتا ہے، اس میں روزہ بھی شرط نہیں ہے۔ ۱۲

بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْقَائِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ۔ ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کو کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرا گھر پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کیلئے۔

پہلی آیت میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیٰ نبینا و علیہما الصّلوٰۃ والسّلام دونوں سے خطاب کا ذکر تھا مگر دوسری آیت میں صرف حضرت ابراہیمؑ کے مخاطب ہونے کا بیان ہے وہی اصل مقصود تھے حضرت اسمٰعیل تو اُن کے تابع تھے، نیز ایک فرق یہ ہے کہ پہلی آیت میں اعتکاف کا لفظ تھا اور دوسری آیت میں بجائے اعتکاف کے قیام کا لفظ ہے، اس اختلافِ لفظ سے اِس بات کی ہدایت مل رہی ہے کہ مسجد میں قیام بہ نیت اعتکاف ہونا بہتر ہے۔ ان دونوں آیتوں سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں کسی نجس چیز کا لانا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً کوئی نجاست آجائے تو فوراً اُس کا دور کرنا اور مسجد کو پاک کرنا واجب ہے۔

آیت ۶۰۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ بُنْیَانُہٗ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ، فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔

(یعتذرون، سورۂ توبہ)

ترجمہ:۔ بیشک وہ مسجد کہ اس کی بنیاد رکھی گئی ہو تقویٰ پر اوّل روز سے وہ زیادہ حقدار اس بات کی ہے کہ اے نبیؐ آپ اُس میں کھڑے ہوں اُس میں کچھ مرد ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

ف۔ اس آیت میں مسجد قبا کی اور اُن نمازیوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو مسجد قبا میں عبادتِ الٰہی کیا کرتے تھے، یہ جو فرمایا کہ اے نبیؐ وہ مسجد آپ کے کھڑے ہونے کی مستحق ہے اس سے یہ مقصود ہے کہ اُس مسجد پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے وہاں نورِ الٰہی کی تجلی ہوتی ہے کیونکہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام یعینہٖ خدا کی رحمت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ہفتہ میں ایک بار ضرور مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے کبھی سوار ہوکر کبھی پیادہ پا، اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے زمانۂ خلافت میں برابر اس سنت پر عمل کرتے رہے۔

آیت میں مسجد قبا کا نام نہ لیا بلکہ مطلق مسجد کا لفظ ذکر کرکے اُس کو چند صفتوں کے ساتھ موصوف فرمایا تاکہ یہ اوصاف جس مسجد میں پائے جائیں وہ مسجد اس آیت کی فضیلت میں شریک ہوسکے۔

اس آیت سے مسجد کے متعلق دو باتیں معلوم ہیں:۔ اوّلاً یہ کہ اس کی بنیاد اوّل روز سے تقویٰ پر ہونی چاہیئے یعنی بانیٔ مسجد کی نیت نہایت خالص ہونی چاہیئے مسجد بنانے سے اس کا مقصود سوا مالکِ عرشِ بریں کی خوشنودی کے اور کچھ نہ ہو، اور پاک اور حلال کمائی سے اُسنے بنایا ہو۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مسجد میں آنے والوں کو اپنی طہارت کا بڑا اہتمام کرنا چاہیئے اور یہ کہ مسجد کی فضیلت میں بڑا دخل اُس مسجد کے نمازیوں کی فضیلت کو ہے۔ مسجد کے نمازی جس درجہ کی فضیلت رکھتے ہوں گے مسجد کو بھی اُس درجہ کی فضیلت حاصل ہوگی۔ پہلی بات کے مفقود ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صورت تو ہی صورت مسجد کی ہوتی ہے لیکن حقیقۃً وہ ایک معمولی مکان ہوتا ہے جہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملتا۔ دوسری بات کے

مفقود ہونے سے مسجد تو مسجد رہتی ہے لیکن مسجد کے اصلی برکات اس میں نہیں ہوتے انوارِ الٰہی کی تجلّی اس میں نہیں ہوتی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مسجد میں یہ مردانِ خدا نہ ہوں گے اُس میں نماز و جماعت کا انتظام ٹھیک طور پر نہ ہو گا کیونکہ جس مسجد میں یہ انتظام درست ہو وہ کبھی ایسے لوگوں کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتی، ہر روز اور ہر وقت نہ سہی کبھی نہ کبھی ضرور کسی پاک انسان کا گذر اس میں ہو جائے گا اور اس کی مخلصانہ نماز اور اس کا عاجزانہ رکوع و سجود، اُس کا بے ریا قیام و قعود اس مسجد کو نورِ الٰہی کی تجلّی سے رشکِ طور بنا دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف کیلئے اُس مسجد کی شرط لگائی جس میں پانچوں وقت نماز جماعت کا انتظام ہو۔ (در مختار)

آیت ۶۱ ۔ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ——————— (تبارک الذی، سورۂ جن)

ترجمہ ۔ بے تحقیق مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس نہ پکارو اللہ کیساتھ کسی کو یعنی سوا اللہ کے کسی کو سجدہ نہ کرو۔

ف ۔ اس آیت میں اور نیز اوپر کی آیتوں میں اللہ نے مسجد کو اپنے لئے اور اپنا فرمایا، یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ایک عاشقِ دل سوختہ کہتا ہے ۔ ؎

ازاں دم کہ یارم کسِ خویش خواند
دگر با کسے آشنائی نماند

یہ مسائلہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسجد اللہ کی ہے کسی کی ملک نہیں، کوئی شخص حتیٰ کہ بانی مسجد اور اسکے وارث بھی اُس میں مالکانہ تصرفات نہیں کر سکتے، ہاں متولیانہ تصرف قواعد شرعیہ کے موافق ہو سکتے ہیں۔

یہ مسألہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں، گو اس سجدہ میں عبادت کی نیت نہ ہو۔ یہ مسألہ اس آیت کے سوا اور آیات سے اور نیز بہت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

لہ چند روز سے یہ مسألہ ایجاد کیا گیا ہے کہ سجدہ عبادت تو اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں، مگر سجدۂ تعظیمی اوروں کے لئے بھی ہو سکتا ہے، اور بڑا افسوس ہے کہ اس مسألہ کے ایجاد کرنیوالے اپنے کو حنفی اور مقلد جامد بیان کرتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کی تمام کتب میں نہایت تصریح کیساتھ اس فعل کو حرام لکھا ہے اور بعض فقہا نے اس کو کفر قرار دیا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ اگر بہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔ درمختار میں ہے:۔ وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفروان علی وجہ التحیۃ لا وصارا ثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام۔ اور ردالمختار میں ہے:۔ ذکر الصدر الشھید انہ لا یکفر بھذا السجود لانہ یرید التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر اھ و قال القھستانی وفی الظھیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا وفی الزاھدی الایماء بالسلام الی قرب الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ وظاھر کلامھم اطلاق السجود علی ھذا التقبیل۔ ترجمہ دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ اور اسی طرح جاہل لوگ جو کرتے ہیں کہ علماء اور عظماء کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے ہیں کرنیوالا اس فعل کا اور راضی ہونیوالا اس فعل سے دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ فعل بت پرستی (ص)

بقیہ عبارت ص۱۰۶ پر دیکھیے

آیت ۶۲ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ ۔

(سبحٰن الذی، سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ ۔ پاکی ہے اُس ذات کی جو لے گیا اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات میں مسجد حرام یعنی کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جس کے گرد ہم نے برکت دی ہے ۔

ف ۔ اس آیت میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کا ذکر ہے رُوحانی معراج تو آپ کو ۳۴ بار ہوئی جیسا کہ حافظ الحدیث شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے مگر جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوئی اسی کا بیان قرآن شریف میں ہے حق تعالیٰ نے سفرِ معراج کے دو حصّے کر دیئے ہیں ایک وہ حصّہ جو کعبہ سے شروع ہو کر بیت المقدس پر ختم ہوا جس کا بیان اس آیت میں ہے ۔ دوسرا حصّہ وہ جو بیت المقدس

---

(۳) کے مشابہ ہو اور آیا اس سے کافر ہوتا ہے کہ نہیں جواب یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت و تعظیم کے کرے تو کافر ہے اور اگر بہ نیت تحیت کے ہو تو کافر نہ ہوگا مگر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور ملتقط میں ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کے لئے جھکنا حرام ہے، اور صدر شہید نے ذکر کیا ہے کہ اس سجدہ سے کافر نہ ہوگا کیونکہ وہ تحیت کی نیت سے ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ کے لئے بہ نیت تعظیم کے ہوگا تب بھی کافر ہو جائے اور قہستانی نے کہا ہے کہ ظہیریہ میں ہے کہ سجدے سے کافر ہو جائے گا خواہ کچھ نیت ہو۔ اور زاہدی میں ہے کہ سلام میں قریب رکوع کے جھک جانا مثل سجدہ کرنے کے ہے ۔ اور محیط میں ہے کہ سلطان وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے، اور فقہا کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین کے بوسہ دینے ہی کو سجدہ کہتے ہیں مطلب یہ کہ در حقیقت جو چیز سجدہ ہے یعنی پیشانی زمین پر رکھ دینا وہ سب کے نزدیک بلا اختلاف کفر ہے ۔ ۱۲

مانوں کی طرف ہوا، اور اس کا اختتام خدا ہی جانے کہ کس جگہ تک ہوا۔ اس دوسرے
کا تذکرہ سورۂ نجم میں ہے مگر ضمناً۔ پہلے حصّۂ سفر کو قرآن مجید میں جس اہتمام اور جس شان
بیان فرمایا ہے دوسرے حصّے میں وہ بات نہیں ہے، اس زیادتی اہتمام کی بہت سی
س ہیں منجملہ ان کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حصّے کا آغاز و انجام مسجد پر ہے جو خدا کو
ت محبوب ہے۔

حدیث (۲۰) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم احب البلاد الی الله مساجدها وابغض البلاد
الی الله اسواقها ——————— (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: شہروں میں سب سے زیادہ محبوب خدا کو مسجدیں ہیں اور سب سے
زیادہ ناپسند بازاریں ہیں۔

آیت ۴۳ ۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ
لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ——————— (یعنیٰ رونت، سورۂ یونس)

ترجمہ۔ اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف کہ تم دونوں اپنی
قوم کیلئے مصر میں گھر تجویز کر دو اور اپنے گھروں کو قبلہ رو بناؤ اور نماز
قائم کرو اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ۔

ف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے پہلے بنی اسرائیل فرعون والوں کے
م بنے ہوئے تھے اُن کے مرد باہر کام کرتے تھے اور عورتیں اندر کام کرتی تھیں،

اکثر و بیشتر اسرائیلیوں کے پاس گھر بھی نہ تھے اُنھیں فرعونیوں کے گھروں میں غلام لو
کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اس آیت میں خدا نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما
کو حکم دیا کہ اب اپنی قوم کو فرعونیوں کے گھروں سے نکالو اور اُن کے لئے علا
گھر بناؤ، اور گھروں کے متعلق حکم دیا کہ قبلہ رو بناؤ اور نماز قائم کرو۔ گھر
قبلہ رو بنانے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی حصہ گھر کے اندر قبلہ رو بنا دیا جائے، جس
اصطلاحِ فقہا میں مسجد کہتے ہیں۔ یہ حکم ہماری شریعت میں بھی باقی ہے۔ کتب فقہ
میں ہے کہ ہر مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں مسجد البیت بنائے، فر
مسجد میں پڑھا کرے اور نوافل و سنن مسجد البیت میں۔ مسجد البیت اسلئے بھی
عورتیں اور معذور لوگ وہیں نماز و جماعت قائم کریں۔ ردالمختار کی کتاب ال
میں ہے:۔

"مسجد البیت ای موضع اعد للسنن والنوافل بان
یتخذ له محراب وینظف ویطیب کما امر به
صلی الله علیه وسلم فهذا مندوب لکل مسلم کما
فی الکرمانی وغیرہ قہستانی"

اس آیت میں مسجد بنانے کا حکم دینے کے بعد نماز قائم کرنے کیلئے ارشاد ف
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز قائم کرنے کیلئے مسجد کی بھی ضرورت ہے۔

نماز کے چوبدار یعنی اذان کی فضیلت:۔

آیت ۶۴۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا

هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ ــــــــ

(لا یحب اللہ، سورۂ مائدہ)

ترجمہ :۔ اور جب پکارتے ہو تم نماز کی طرف یعنی اذان دیتے ہو تو بناتے ہیں اس کو ہنسی کھیل، یہ بسبب اسکے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔

ف ۔ اس آیت سے پہلے حکم دیا ہے کہ اے مسلمانو اگر تم سچے مومن ہو تو جو لوگ [تمہا]رے دین کے ساتھ مسخرا پن کرتے ہیں اُن سے دوستی نہ کرو، اور اس آیت میں بطور مثال کے [اذا]ن کے تمسخر کرنے کا ذکر کیا۔ معلوم ہوا کہ اذان دین ہے، اور خدا کو اس قدر محبوب ہے کہ [اس]کے ساتھ تمسخر کرنے والوں سے سخت ناخوشی ظاہر کی اور ان کو بے عقل فرمایا۔

چوتھا وصل :ــــــــ

[نما]ز کی ترہیبی آیتیں :ـــ

قرآن عظیم میں جس طرح نماز کی ترغیب کا اہتمام کیا گیا ہے اسی طرح تخویف وترہیب [ک]ی انتہا تک پہونچا دیا گیا ہے۔ ایمان والے اس تخویف کو دیکھ کر کانپ اُٹھتے ہیں چند [آیت]یں مثال کے طور پر یہاں لکھی جاتی ہیں، یہ بھی نماز کی بےمثل خصوصیت ہے کہ قرآن کریم نے [اس]کی ترغیب بھی انتہا کو پہونچادی اور ترہیب بھی انتہا کو۔

[قر]آن اور نبیؐ کا فیض نمازیوں کیلئے مخصوص ہے :ـــ

آیت ۶۵ ۔ الٓمّٓ ؕ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ ————— (الم، سورۂ بقرہ)

ترجمہ ۔ الم ۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ نہیں کچھ شک اس میں ہدایت ہے متقیوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز، اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔

ف ۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف بے نمازیوں کے لئے بلکہ نماز قائم نہ کرنیو کے لئے ہدایت نہیں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ متقی نہیں ہیں ۔

آیت ۱۶ ۔ طٰسٓ ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥ —————

(وقال الذین، سورۂ نمل)

ترجمہ ۔ طٰسٓ ۔ یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہدایت اور خوشخبری ہیں اُن ایمان والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔

ف ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن بے نمازیوں کو نہ ہدایت کر نہ ان کو کوئی خوشخبری سناتا ہے، یہ دونوں نعمتیں اس مبارک کتاب کی نما کے لئے مخصوص ہیں ۔

آیت ۱۷ ۔ الٓمّٓ ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔ (اتل ما اوحی، سورۂ لقمان)

ترجمہ۔ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ہدایت و رحمت ہیں اُن نیکو کاروں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ف۔ اس آیت میں قرآن کی ہدایت و رحمت دونوں کو نمازیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

آیت ۶۸۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ ○ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ○۔

(ومن یقنت، سورۂ فاطر)

ترجمہ۔ اے نبیؐ سوا اسکے نہیں کہ آپ صرف انھیں لوگوں کو ڈر سنا سکتے ہیں یعنی ادب سکھا سکتے ہیں جو اپنے پروردگار سے غائبانہ خوف رکھتے ہوں اور انھوں نے نماز قائم کی ہو اور جو شخص پاکی حاصل کرے وہ اپنے ہی لئے پاکی حاصل کر رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور نہیں برابر ہو سکتے اندھے اور آنکھ والے اور نہ تاریکیاں اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر ہو سکتے زندے اور مردے بہ تحقیق اللہ سنا سکتا ہے جس کو چاہے مگر آپ نہیں سنا سکتے ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، سوا اسکے نہیں کہ آپ

مجاہد ابن جبر، عطا بن ابی رباح۔ عکرمہ۔ طاؤس بن کیسان الیمانی سعید ابن جبیر

ضحاک مزاحم
سعد ابن سلیمان

ڈرانے والے ہیں۔

ف۔ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے صاف صاف بتلادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض خدا سے ڈرنے والوں اور نماز قائم کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے پھر اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ نبی کی ہدایت سے بے ڈر اور بے نمازی کیوں محروم ہیں۔ اس آیت کے سلسلہ میں چند اوصافِ جلیلہ نماز کے اور بھی معلوم ہوئے۔

اوّل نماز بینائی ہے اور بے نمازی نابینا ہیں۔

دوم نماز نور ہے، بے نمازی تاریکی، بلکہ تاریکیوں میں ہیں۔

سوم نماز سایہ ہے، بے نمازی گرمیوں کی دھوپ میں ہیں۔

چہارم نماز حیات ہے، بے نمازی مردہ ہیں۔

فرمایا کہ اے نبی ایسے مردے کو جو قبر میں دفن ہو چکا ہو، اور تمام اوصافِ مذکورہ سے محروم ہو سنانا اور ہدایت پر لے آنا آپ کی طاقت اور آپ کے منصب سے بالاتر ہے، یہ کام تو خدا ہی کر سکتا ہے۔ ان آیات میں جن دو وصفوں پر اپنے نبیؐ کا فیض منحصر کیا، یعنی خدا سے ڈرنا اور نماز قائم کرنا، انھیں دو وصفوں کو سورۂ یٰسین میں ان لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے:۔

"اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ"

یعنی اے نبیؐ آپ صرف انھیں لوگوں کو ادب دے سکتے ہیں جو ذکر کی پیروی کریں، اور رحمٰن سے غائبانہ خوف رکھیں۔

معلوم ہوا کہ ذکر کی پیروی کرنے سے نماز قائم کرنا مراد ہے اور نماز کو ذکر کی پیروی کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز اصل وہ ہے جو نمازی پر ایسی حاوی ہو جاوے کہ نمازی کی باگ اسکے ہاتھ میں ہو اور وہ نماز کا پیرو کہا جائے۔

نماز میں سستی و غفلت بے ایمانی کی علامت ہے:۔

آیت ۶۹۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ ۔

(الم، سورۂ بقرہ)

ترجمہ۔ اور مدد مانگو ہم سے بذریعۂ صبر کے اور نماز کے اور بہ تحقیق نماز یقیناً بھاری ہے گراں ڈرانے والوں پر بھاری نہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے والے ہیں قیامت میں۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز کے بھاری معلوم ہونے کی وجہ عقیدۂ قیامت کا یقین نہ ہونا ہے اور جس کے دل میں قیامت کا یقین نہ ہو اُسکے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے۔

آیت ۷۰۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔۔۔۔ (واذا سمعوا، سورۂ انعام)

ترجمہ۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن پر ضرور ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز کی حفاظت میں کوتاہی کرنا قصورِ ایمان کا نتیجہ ہے۔

آیت ۷۱۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۔۔۔ (والمحصنٰت، سورۂ نساء)

ترجمہ۔ بہ تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ اُن کو دھوکا دے رہا ہے

اور یہ لوگ جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو سستی کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانا چاہتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا اور نماز میں دل نہ لگانا منافقوں کا شیوہ سورۂ توبہ میں یہی مضمون اس عبارت میں بیان فرمایا گیا ہے:۔

"وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ط" (ترجمہ) اور ان کی خیرات کے قبول ہونے سے مانع یہ ہے کہ انھوں نے (دل میں) کفر کیا ہے اللہ کیساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ اور نماز کو نہیں آتے، مگر کاہلی کرتے ہوئے اور راہِ خدا میں بے دلی سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت سے علاوہ اسکے کہ نماز میں سستی کرنا شیوۂ کفار و منافقین معلوم ہوا یہ بھی ظاہر ہوا کہ نماز میں سستی کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

نماز نہ پڑھنا یا خراب پڑھنا کافرانہ فعل ہے:۔

آیت ۲۷۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ٥ ——— (قال الملاء، سورۂ انفال)

ترجمہ۔ اور نہ تھی نماز اُن کی کعبہ کے پاس مگر سیٹی بجانا اور تالی بجانا پس چکھو تم عذاب بسبب اسکے کہ کفر کرتے تھے۔

ف ۔ اس آیت میں کفار مکہ کی بُرائی بیان ہو رہی ہے کہ وہ نماز میں سیٹی بجاتے اور تالی بجاتے تھے، معلوم ہوا کہ اس قسم کے حرکات نماز میں منع ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی خراب نماز پڑھنا کافروں کا فعل ہے۔

آیت ۷۳ ۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ط وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ ———— (تبارک الذی سورۂ والمرسلٰت)

ترجمہ ۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

ف ۔ اس آیت میں کافروں کا حال بیان ہو رہا ہے، معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کیلئے کسی سے کہا جائے اور وہ نہ پڑھے تو اُس نے ایک کافرانہ کام کیا پھر اس کو مکذب کی لفظ سے تعبیر کرنا عجب سخت تہدید ہے۔

ایمان نمازیوں میں منحصر ہے :۔

آیت ۷۴ ۔ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ط جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ————

(اتل ما اوحی، سورۂ سجدہ)

ترجمہ ۔ ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر وہی لوگ کہ جب اُن کو نصیحت

کی جائے آیاتِ الٰہی سے تو گر جائیں سجدہ کرتے ہوئے اور تسبیح پڑھیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے، جدا ہو جاتے ہیں پہلو اُن کے خوابگاہوں سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر اور امید کے ساتھ اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا چھپا رکھا گیا ہے ان لوگوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے بدلا اس کام کا جو وہ کرتے تھے۔

ف ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے مومن کی دو۲ علامتیں بیان فرمائی ہیں اوّل۱ یہ کہ آیاتِ الٰہی سُنکر اُسکے دل میں عبادتِ الٰہی کا شوق پیدا ہو۔ دوم۲ یہ کہ جب سونے وقت ہو تو وہ اپنے بستر سے جُدا ہو کر اپنے پروردگار کی یاد میں مشغول رہتا ہو۔ یہ صفت تین نمازوں پر صادق آتی ہے۔ سب سے اعلےٰ درجہ کی نماز تہجد پر اُسکے بعد نماز فجر پر اُسکے بعد نماز عشاء پر، یہ دونوں علامتیں جس میں پائی جائیں جن کا ماحصل نماز کا شوق و ذوق ہے اُسی میں ایمان کو منحصر کر دیا۔

آیت ۷۵ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (قال الملاء ۹، سورۂ انفال)

ترجمہ ۔ مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو

وہ آیتیں اُن کا ایمان بڑھا دیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں یعنی وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مرتبے ہیں ان کے پروردگار کے پاس اور بخشش ہے اور عزّت کی روزی ہے۔

ف۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل یہ کہ ذکرِ الٰہی سُنکر دل میں اُن کے خوف پیدا ہو۔ دوسرے یہ کہ آیاتِ الٰہی سُنکر اُن کے نورِ ایمان میں ترقی ہو جائے جس طرح مشعل پر روغن ڈالنے سے روشنی بڑھ جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ اور اس کے بعد ان تینوں صفتوں کا انحصار نماز قائم کرنے والوں، زکوٰۃ دینے والوں میں کر دیا، اور آخر میں یہ بھی تصریح کر دی کہ سچے مومن یہی ہیں۔

تحقیق۔ اس آیت میں سچے مومن کی لفظ نے اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جو تارکِ صلوٰۃ کے کفر میں ائمہ مجتہدین سے منقول ہے۔ معلوم ہوا کہ جس نے تارکِ صلوٰۃ کو کافر کہا اُسنے ایمانِ کامل کی نفی کی ہے۔ علّامہ ابن قیم حنبلیؒ نے اپنے رسالہ "کتاب الصّلوٰۃ" میں اس کی خوب تحقیق کی ہے کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کفر جحود۔ دوسرے کفر عملی۔ بے نمازی کو جس نے کافر کہا ہے اُسنے کفرِ عملی مُراد لیا ہے۔

نماز سے غفلت کرنیوالوں کیلئے ویل اور غیّ:۔

آیت ۶۷۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ـــــــ (عمؔ، سورۂ ماعون)

ترجمہ ۔ پس ویل ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں ۔

ف ۔ اس آیت میں بے نمازیوں کے لئے نہیں، بلکہ نماز سے سہو و غفلت کرنے والوں کے لئے لفظ ویل استعمال ہوا ہے ۔ اُن کو مصلی فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں، جرم اُن کا ترکِ نماز نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ نماز سے غفلت کرتے ہیں، یعنی نماز میں دل نہیں لگاتے، اُسکے آراستہ کرنے کی سعی نہیں کرتے ۔
ویل کے معنی لغت میں خرابی، بربادی، تباہی، ہلاکت ہیں ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جہنّم کے ایک وادی کا نام ویل ہے ۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کافروں کے واسطے آیا ہے جیسا کہ چوہتّرویں آیت میں منقول ہوا ہے ۔ پھر یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کہ آیت سے اوپر مکذب قیامت کا تذکرہ ہے اُسی پر تفریع کرکے نماز سے غفلت کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سے غفلت کرنا تکذیب قیامت کا ثمرہ ہے ۔ معاذ اللہ من ذالک ۔

آیت ۷۷ ۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ؕ ـــــــــ

(قال الراقل، سورۂ مریم)

ترجمہ ۔ پھر پیچھے آئے اُن کے کچھ لوگ کہ ضائع کیا انھوں نے نماز کو اور پیروی کی انھوں نے خواہشوں کی پس اب ملیں گے وہ غیّ سے ۔

ف ۔ غی کے معنی گمراہی کے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں یہ دونوں باتیں کسی قوم میں پیدا ہوں گی وہ قوم گمراہ ہوئی ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ غی جہنم کی ایک وادی کا نام ہے

اور مطلب یہ ہے کہ نماز ضائع کرنے والے اس وادی میں پڑینگے۔

نماز کے ضائع کرنے کے بہت سے مدارج ہیں، وقت مستحب کی رعایت نہ کرے یہ بھی ضائع کرنا ہے، جماعت اور مسجد کی پابندی نہ کرے یہ بھی ضائع کرنا ہے۔ نماز میں دل نہ لگائے خشوع اور خضوع کی حالت پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے یہ بھی ضائع کرنا ہے۔

یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ پہلا جرم نماز کے ضائع کرنے کو قرار دیا، خواہش کی پیروی کو اُسکے بعد ذکر فرمایا، یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگر وہ نماز ضائع نہ کرتے تو دوسرا جرم اُن میں پیدا ہی نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے، جیسا کہ بائیسویں آیت میں بیان ہو چکا۔

تنبیہ۔ اس آیت پر غائر نظر ڈالنے سے اقوام کی ترقی و تنزل کا قانون معلوم ہوتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جب کوئی قوم تباہ ہوتی ہے تو انھیں دو جرموں کے سبب سے، اب مسلمانوں کی حالت دیکھو کہ اُن میں بھی یہی دونوں عیب پیدا ہو گئے ہیں، پھر بھلا اُن پر تباہی و بربادی نہ آئے تو کیا ہو۔

پانچواں وصل :۔

نماز کے مسائل کی آیتیں :۔

قرآن کریم میں نماز کے متعلق جہاں اور سب اہتمام کئے گئے ہیں ایک اہتمام یہ بھی ہے کہ نماز کے مسائل بھی بیان فرمائے گئے ہیں، چنانچہ اوپر کی آیتوں میں جا بجا نماز کے مسائل کا ذکر آچکا ہے اب یہاں خاصکر چند آیتیں درج کی جاتی ہیں۔

آیت ۷۸ ۔ وَيَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۝ ـــــــ

(تبارك الذی، سورۂ قلم)

ترجمہ ۔ جس دن پنڈلی[1] کھولی جائے گی (یعنی وہ بڑی مصیبت پیش آئے گی جس کو قیامت کہتے ہیں) اور بُلائے جائیں گے سب حاضرین محشر سجدہ کے لئے پس کچھ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے، اُن کی نگاہیں جھکی ہوئی ہونگی رسوائی ان پر چھا رہی ہوگی، اور (وجہ اس کی یہ کہ) وہ بُلائے جاتے تھے سجدہ کے لئے جبکہ وہ (دنیا کی زندگی میں صحیح) سالم تھے۔

ف ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے بے نمازیوں کی بڑی رسوائی بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ خدا کو سجدہ کریں گے مگر بے نمازی سجدہ نہ کرسکیں گے اُن میں سجدہ کرنے اور جھکنے کی قوت ہی نہ ہوگی۔ الامان الامان اُس بھرے مجمع میں کیسی رسوائی ہوگی، اور وجہ اس رسوائی کی یہ ہے کہ دنیا میں اُن سے نماز کے لئے کہا جاتا تھا مگر انھوں نے نہیں پڑھی معالم التنزیل میں ہے کہ :۔ قال ابراھیم التیمی یعنی الی الصّلٰوۃ المکتوبۃ بالاذان والاقامۃ وقال سعید بن جبیر یسمعون حیّ علی الصّلٰوۃ حی علی الفلاح فلا یجیبون یعنی ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ ان کو فرض نماز کے لئے اذان اور تکبیر کے ذریعے بُلایا جاتا تھا

---

[1] یہ عرب کا خاص محاورہ ہے کہ پنڈلی کھولی گئی یعنی سخت مصیبت پیش آگئی ۱۲۔

اور وہ نہ آتے تھے ۔ اور سعید بن جبیر نے کہا کہ "حی علی الصلوٰۃ" "حی علی الفلاح" کی آواز سنتے تھے مگر نماز کے لئے نہ آتے تھے وقال کعب الاحبار واللہ ما نزلت ھذہ الایۃ الا فی الذین یتخلفون عن الجماعات یعنی کعب احبار نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے یعنی وہ بے نمازی نہ تھے "تارکِ جماعت" تھے ۔

نکتہ ۔ اس آیت سے یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا ۔

حدیث (۲۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِہِ الصَّلٰوۃُ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ ——— (ابوداؤد)

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز درست نکلی تو اس کو فلاح و کامیابی ملے گی اور اگر نماز خراب نکلی تو خسارے میں رہے گا ۔ ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پُرسشِ نماز بود

جماعت کا اہتمام اور اُسکی تاکید:۔

آیت ۷۹ ۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔ ——— (الم، سورۂ بقرہ)

ترجمہ ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔

ف ۔ اس آیت کے پہلے بنی اسرائیل کو حکم ملا ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لاؤ اُب یہ ارشاد ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرو اور اُسکے بعد فرمایا کہ رکوع کرنیوالوں کے ساتھ مل کر رکوع کرو یعنی جماعت سے نماز پڑھو۔

معلوم ہوا کہ جماعت نہایت ضروری چیز ہے۔ ہمارے مذہب حنفی میں بھی صحیح قول یہی ہے کہ جماعت واجب ہے۔ (دیکھو علم الفقہ جلد دوم)

آیت ۸۰ ۔ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ ——— (والمحصنٰت، سورۂ نساء)

ترجمہ ۔ اور اے نبی جب آپ اُن (کے ساتھ میدانِ جنگ) میں موجود ہوں اور ان کی نماز قائم کریں تو چاہیئے کہ کچھ لوگ اُن میں سے آپ کے ساتھ نماز میں کھڑے ہو جائیں، اور وہ لوگ اپنے ہتھیار (نماز کے اندر بھی) لیئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر چکیں یعنی ایک رکعت

آپ کے ہمراہ پڑھ لیں تو وہ آپ لوگوں کے پیچھے چلے جائیں، اور چاہئیے کہ دوسرے لوگ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آکر آپ کے ہمراہ نماز پڑھیں۔

ف۔ جماعت کا اہتمام اور اس کی تاکید اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ ایسے نازک موقع میں جہاں جان کی بازی لگی ہو اور لڑائی کے شعلے بھڑک رہے ہوں وہاں بھی جماعت کے قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ بھی اس طور پر کہ ایک ہی جماعت ہو۔ لشکر کے دو حصے کر دیئے جائیں، امام ایک حصے کو لیکر میدان سے ہٹ جائے اور آدھی نماز اُس کے ساتھ پڑھے، پھر یہ حصہ دشمن کے مقابلے پر چلا جائے اور امام بیٹھا ہوا دوسرے حصے کا انتظار کیا کرے، جب دوسرا حصہ آجائے تو بقیہ آدھی نماز اُس کے ساتھ پڑھے اور سلام پھیر دے، اور یہ دونوں حصے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کرلیں۔ دیکھو محض جماعت کے لئے بلکہ اسلئے کہ دو جماعتیں نہ ہوں نماز کے اندر چلنا پھرنا، قبلہ سے منحرف ہوجانا ضرورت پڑجائے تو نماز ہی کے اندر لڑنا امام کا بجائے اسکے کہ متبوع تھا تابع بن جانا یعنی مقتدیوں کے انتظار میں آدھی نماز پڑھ کر بیٹھا رہنا یہ سب کچھ جائز کردیا گیا مگر اس کی اجازت نہ ملی کہ تنہا نماز پڑھ لو، یا دو جماعتیں یکے بعد دیگرے کرلو۔

اس آیت سے کئی مسئلے بھی جماعت کے متعلق معلوم ہوئے۔ اوّلاً یہ کہ امام کو فرمایا کہ مقتدیوں کے لئے نماز قائم کرتا ہے معلوم ہوا کہ امام اصل چیز ہے مقتدی اُسکے تابع ہیں۔ مقتدیوں کو ہر کام امام کے ساتھ کرنا چاہئیے۔ امام کی نماز اگر کسی وجہ سے

فاسد ہو جائے گی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ دوم یہ کہ نظم جماعت درست کرنے کے لئے بوقت ضرورت فعل کثیر بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک مقتدی امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اب دوسرا آ گیا تو امام کا آگے بڑھ جانا، اس مقتدی کا پیچھے ہٹا لیا جانا، اور مثلاً ایک صف پوری ہو چکی تھی اب ایک مقتدی اور آ گیا ایسی حالت میں حکم ہے کہ وہ تنہا نہ کھڑا ہو بلکہ اوپر کی صف سے کسی کو کھینچ لے یہ بھی فعل کثیر ہے مگر نظم جماعت کی اصلاح کے لئے ہے لہٰذا جائز ہوا۔

آیت ۸۱ ۔ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ٥ ——— (تلک الرسل، سورۂ آل عمران)

ترجمہ ۔ اے مریم فرمانبرداری کرو اپنے رب کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

ف ۔ اس آیت میں بیان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا، معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اگلی شریعتوں میں تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے، فرق صرف اس قدر ہے کہ عورتوں کے لئے چونکہ ستر کی بڑی تاکید ہے اور نامحرم مردوں کو دیکھنے یا دکھانے کی سخت ممانعت قرآن مجید میں ہے اسلئے اُن پر جماعت واجب نہیں، اور اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ستر کا انتظام ہو سکے۔

نکتہ (۱) حضرت مریم کو فرمایا کہ رکوع کرنے والوں کیساتھ رکوع کرو یہ نہ فرمایا کہ رکوع کرنے والیوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی راکعین بصیغۂ مذکر ارشاد ہوا

راکعات نہ فرمایا، اس میں لطیف اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ عورتوں کی جماعت کسی مرد[1] کے پیچھے ہونی چاہئے۔

(۲) جماعت کو رکوع کے ساتھ تعبیر کرنے میں جیسا کہ اس آیت میں اور نیز اوپر کی آیت میں ہے لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ جماعت کا رکن اوّل رکوع ہے جس کو رکوع مل گیا پوری رکعت مل گئی، جس کا رکوع فوت ہوا گو قومہ وغیرہ مل گیا ہو پوری رکعت فوت سمجھی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے ہر ٹکڑے یعنی قیام و رکوع، قومہ و سجدہ اور جلسہ کے مجموعہ کا نام رکعت رکھا گیا۔ رکعت اور رکوع دونوں مصدر ہیں دونوں کے معنی ایک ہیں۔

نماز کا علم حاصل کرنے کی ترغیب اور یہ کہ تمام کائنات نماز میں مشغول ہے :۔

آیت ۸۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ

---

[1] فقط عورتوں کی جماعت میں یعنی یہ کہ امام بھی عورت ہو ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے! امام شافعی امام احمد مستحب کہتے ہیں، امام مالک بالکل منع کرتے ہیں، امام اعظم فرماتے ہیں مجھے پسند نہیں، یہ ایک بہت متوسط و معتدل قول ہے۔ امام محمد "کتاب الآثار" میں لکھتے ہیں:۔ قال محمد لا یعجبنا ان تؤم المرأة فان فعلت قامت فی وسط النساء کما فعلت عائشة وھو قول ابی حنیفة۔ مگر فقہ حنفی کی کتابوں میں عورتوں کی جماعت کو مکروہ لکھا ہے۔ ۱۲

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ٥ ——— (قد افلح، سورۂ نور)

ترجمہ۔ اے نبیؐ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بہ تحقیق اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں تمام وہ لوگ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی صف باندھ کر۔ سب نے علم حاصل کرلیا ہے اپنی نماز کا اور اپنی تسبیح کا، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

ف۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، قرآن مجید میں جا بجا اسکے اشرف و اعلےٰ ہونے کا ذکر ہے لہٰذا انسان کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ دیکھ تیرے سوا جتنی مخلوق ہے سب نماز میں مشغول ہے، اور ہر مخلوق کو اپنی اپنی نماز و تسبیح کا علم حاصل ہے، تجھ سے کمتر درجے کی مخلوق تو نماز پڑھے اور تو غافل رہے۔

نماز کا علم ایک بڑی جامع اور وسیع لفظ ہے، نماز کے مسائل ضروریہ کا علم بھی اس میں آگیا، نماز کے اذکار کا علم بھی اس میں آگیا، نماز میں احسان کی صفت پیدا کرنے کا علم بھی اس میں آگیا، جب تک یہ سب علم کسی کو حاصل نہ ہوں اُس کو نماز کا عالم نہ کہیں گے، دوسری مخلوقات کو تو نماز کا علم بلکہ تمام وہ علوم جن کے وہ محتاج ہیں فطری طور پر عنایت ہوتے ہیں سیکھنے سکھانے کی حاجت نہیں ہوتی مگر انسان کے لئے خداوند علیم و حکیم نے ان علوم کو سیکھنے سکھانے پر موقوف رکھا ہے۔

نماز اور تسبیح کو ان مخلوقات کی طرف منسوب کرنے سے معلوم ہوا کہ اُنکی نماز کا طریقہ انسان کی نماز سے جُداگانہ ہے۔

پرندوں کے لئے صف باندھنے کا ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ صرف نماز ہی نہیں بلکہ جماعت کا بھی اُن کو التزام ہے۔

آیت ۸۳ ۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

(سبحان الذی۔ سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ ۔ پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی ساتوں آسمان اور زمین اور وہ چیزیں جو ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی پاکی اس کی تعریف کیساتھ نہ بیان کرتی ہو، مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، بیشک اللہ بردبار اور بڑا بخشنے والا ہے۔

ف ۔ اس آیت میں ایک خاص بات دیکھنے کی یہ ہے کہ بعض لوگ جو ان آیات کی جن میں غیر ذی روح یا غیر ذی عقل مخلوقات کی تسبیح و نماز کا ذکر ہے تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تسبیح و نماز کے معنی حقیقی مراد نہیں بلکہ زبانِ حال کی تسبیح مراد ہے یعنی یہ کہ ان کی حالت بتا رہی ہے کہ اُن کا پیدا کرنے والا بہ ہمہ صفت موصوف اور تمام نقائص سے پاک ہے جس طرح کوئی مکان یا کوئی زیور بہت عمدہ بنا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ مکان یا زیور اپنے بنانے والے کی کاریگری بیان کر رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مکان یا وہ زیور درحقیقت بول رہا ہے بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اُس مکان اور زیور کو دیکھ کر ہر شخص اسکے صانع کی کاریگری سمجھ لیتا ہے۔ اس تاویل کو اس آیت نے رد کر دیا، کیونکہ آیت میں فرمایا کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، اور ان تاویل کرنے والوں کی بیان کی ہوئی تسبیح تو ہر شخص سمجھ لیتا ہے بلکہ اسی سمجھ لینے ہی کا نام انھوں نے تسبیح رکھا ہے۔

قرآن کریم کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آیت کی تاویل

خلاف مرضی متکلم جلّ شانہٗ کرنا چاہے تو وہ خود ہی اس کو رد کر دیتا ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ اس کی شان ہے۔

اے کتاب عزیز ہم تیری سب باتوں پر ایمان لائے اور تیرے تمام احکام کو ہم نے دلی رضا و رغبت کیساتھ قبول کیا اور کسی تاویل کرنے والے کی نامقبول تاویل سے ہم راضی نہیں ہیں فَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

نماز کے اوقات :۔

قرآن مجید میں خداوند علیم وخبیر نے یہ بتلا کر کہ نماز کے لئے اوقات مقرر ہیں ان کی پابندی ضروری ہے جیسا کہ چھٹی آیت میں بیان ہوا۔ تفصیل و توضیح کو اور اوقات کی ابتدا و انتہا کی تحدید کو سنّت کے حوالہ کر دیا ہے مگر پھر بھی بہت سی آیتوں میں اجمالی بیان اوقات نماز کا ملتا ہے۔ چنانچہ پندرھویں آیت میں گذر چکا اور چند آیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں :۔

آیت ۴۸ ۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ ۰ (اتل ما اوحی، سورۂ روم)

ترجمہ ۔ پس پاکی بیان کرو اللہ کی جس وقت کہ شام کرتے ہو تم اور جبکہ صبح کرتے ہو اور اللہ ہی کے لئے تعریف آسمانوں میں اور زمین میں اور (پاکی بیان کرو اس کی) تیسرے پہر، اور جبکہ ظہر کا وقت پاؤ۔

ف ۔ اس آیت میں چار لفظیں بیان اوقات کے لئے مستعمل ہوئیں :۔ اوّل لفظ مساء۔ دوم لفظ صبح ۔ سوم لفظ عشی چہارم لفظ ظہر۔ صبح اور ظہر کا لفظ تو بالکل صاف ہے۔ رہا لفظ عشی انیسویں آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان ہو چکا اس سے ظاہر ہے کہ عشی دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں جس کے بعد آفتاب حجاب میں چلا جاتا ہے، یعنی غروب ہو جاتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ عشی سے عصر کا وقت مراد ہے، اب ایک لفظ مساء باقی ہے۔ ائمہ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ لفظ مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کے وقت کو شامل ہے قال نافع بن الازرق لابن عباس هل تجد صلوٰة الخمس فی القرآن قال نعم وقرأ هاتین الآیتین وقال جمعت الآیة الصلوات الخمس (معالم) یعنی نافع بن ازرق نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ نے پانچ اوقات نماز کے کہیں قرآن میں بھی دیکھے ہیں انھوں نے کہا ہاں اور یہی دونوں آیتیں پڑھیں، اور فرمایا کہ اس آیت میں پانچوں وقت نماز کے جمع ہیں، اوقات نماز کے درمیان میں یہ فرمانا کہ اللہ ہی کے لئے ہے تعریف آسمانوں میں اور زمین میں دو مطلب ظاہر کر رہا ہے :۔ اوّل یہ کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ ہمیں ایک عبادت کرنے والے اللہ کے ہیں بلکہ آسمانوں میں اور زمین میں بے تعداد مخلوق خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔ دوسرے یہ کہ صبح شام عبادت کرنے کا معمول صرف تمہارے لئے نہیں بلکہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق کے لئے ہے۔

آیت ۸۵ ۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ـــــــــ (حٰمٓ ۲۶، سورۂ قاف)

ترجمہ ۔ پس صبر کیجئے اے نبیؐ اُن باتوں پر جو کفار کہتے ہیں اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ قبل نکلنے آفتاب کے اور قبل ڈوبنے کے اور کچھ حصہ میں رات کے پاکی بیان کیجئے اُس کی اور پیچھے سجدوں کے۔

ف ۔ اس آیت میں بعض مفسّرین کے نزدیک نماز ظہر کا بیان نہیں ہے آفتاب کے طلوع سے قبل فجر کی نماز ہوئی اور غروب سے پہلے عصر کی نماز ہوئی اور رات میں دو نمازیں ہوئیں مغرب و عشاء۔ اور بعض مفسّرین کہتے ہیں کہ قبل غروب کی لفظ دو نمازوں کو شامل ہے ظہر اور عصر کو، اس صورت میں آیت پانچوں وقت کے بیان پر شامل ہے۔

یہ جو فرمایا کہ پیچھے سجدوں کے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب سب سجدے ختم ہو چکیں تو سلام سے پہلے کچھ تسبیح ہونی چاہیے۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل کے لئے قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد وغیرہ کی تعلیم فرمائی، قعدۂ اخیرہ نماز میں فرض ہے۔ اور دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ سجدوں کے بعد یعنی پوری نماز ختم کر کے سلام پھیر کر کچھ تسبیح پڑھیں یہی مطلب اکثر تفسیروں میں لکھا ہے، اور احادیث میں نماز کے بعد تسبیحات کی خصوصاً تسبیح زہرا کی خاص طور پر تعلیم کی گئی مگر نماز کے بعد کسی تسبیح کے واجب ہونے کا کوئی قائل نہیں، اور آیت میں صیغۂ امر بالاتفاق اپنے اصلی معنی یعنی وجوب ہی میں مستعمل ہے۔ پھر اس آیت کو کسی نے خصیصۂ رسالت بھی نہیں قرار دیا، نہ بے دلیل کسی حکمِ شرعی کو خصیصہ قرار دینا جائز ہے، اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ فرائض کے بعد کچھ سنن و نوافل بھی پڑھو۔

اس آیت میں پہلے صبر کا حکم دے کر نماز کی تعلیم دینا اُسی مضمون کی توضیح ہے جو ستائیسویں آیت میں بیان ہوا کہ صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد مانگو خدا تعالیٰ سے

دشمنوں کو نامراد رکھے گا۔

اس آیت کے بعد علی الاتصال قیامت کا تذکرہ ہے اور ایک عجیب انداز سے کہ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ یعنی کان رکھے ہمہ تن گوش بن جائے اُس دن کے لئے جس دن پکارنے والا قریب مقام سے پکارے گا یعنی قیامت کے دن کا یقین ایسا کامل کر دے کہ گویا ہر وقت آوازِ صور کی طرف دھیان لگا رہے۔ نماز کا اور عقیدۂ قیامت کا تعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔

آیت ۸۶ ۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝ ——— (قال فما خطبکم، سورۂ طور)

ترجمہ ۔ اور صبر کیجئے (اے نبیؐ) اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں، بہ تحقیق آپ ہماری آنکھوں میں ہیں، اور تسبیح پڑھئے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ جس وقت کہ آپ اُٹھتے ہیں، اور رات کے کچھ حصے میں تسبیح پڑھئے اُس کی، اور ستاروں کے غروب ہوتے وقت۔

ف ۔ اس آیت میں اوقاتِ نماز کے لئے تین لفظیں فرمائیں ۱ جس وقت آپ اُٹھتے ہیں یعنی تہجد کی نماز۔ ۲ رات کے کچھ حصے میں یعنی مغرب و عشاء کی نماز۔ ۳ ستاروں کے غروب ہوتے وقت یعنی فجر کی نماز۔ یہاں سے فجر کی نماز کے لئے اسفار کا اشارہ ہو رہا ہے جیسا کہ ہمارے اصحابِ حنفیہ کا مذہب ہے یعنی روشنی پھیل جانے کے بعد نمازِ فجر پڑھیں۔ ستاروں کے غروب ہونے کے بعد روشنی پھیل جاتی ہے۔ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کئی مختلف قول نقل کئے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی محبوبیت کا کلمہ ارشاد ہوا ہے مثلاً اے نبی آپ ہماری آنکھوں میں ہیں۔ آپ کا تقرب آپ کی محبوبیت عنداللہ جس قدر اس کلمہ سے ظاہر ہو رہی ہے بیان میں نہیں آسکتی۔

نماز کے شرائط و آداب :۔

واضح رہے کہ نماز کے کچھ ظاہری ارکان و آداب ہیں جن کا تعلق اعضائے ظاہری سے ہے مثل طہارت وستر عورت وقرأت وقیام ورکوع وسجود وغیرہ کے۔ اور کچھ باطنی آداب ہیں جن کا تعلق اعضائے اندرونی یعنی دل و دماغ سے ہے مثل اسکے کہ نماز میں دل کا قبلہ توجہ سوا ذات پاک حق تعالیٰ کے کچھ نہ ہو، نماز میں خشوع وخضوع پیدا ہو، نماز میں ماسوی اللہ سے انقطاع کامل حاصل ہو۔ پہلی قسم کے مسائل کا ذکر کتب فقہ میں ہوتا ہے، اور دوسری قسم کا کتب علم احسان یعنی تصوّف میں ہیں۔

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے دونوں قسم کے آداب کے اصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ان اصول کی شرح وتفسیر سنّتِ نبویہ پر محول ہے۔

کچھ آیتیں اوپر بھی بیان ہو چکی ہیں جن میں اس قسم کے آداب کا بیان ہے، ان کے علاوہ چند اس مقام پر درج کی جاتی ہیں۔

طہارت شرطِ نماز ہے :۔

آیت ۷۸۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۔ —— (لا یحب اللہ، سورۂ مائدہ)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے یعنی ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پیروں کو (دھوؤ) ٹخنوں تک۔

ف ۔ اس آیت میں وضو کا بیان ہے ۔ آیت میں صرف ۴ باتیں وضو کے لئے تعلیم فرمائی ہیں:۔

(۱) چہرے کا دھونا۔

(۲) ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا۔

(۳) سر کا مسح کرنا۔

(۴) پیروں کو ٹخنوں تک دھونا۔

یہی چاروں چیزیں وضو میں فرض ہیں، باقی اعمال سنن و مستحبات ہیں جن کی تفصیل سنت میں ملے گی۔

آیت ۸۸ ۔ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط —— (لا یحب اللہ، سورۂ مائدہ)

ترجمہ ۔ اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو طہارت میں مبالغہ کرو یعنے غسل کرو، اور اگر تم بیمار ہو یا آئے تم میں سے کوئی پاخانہ سے، یا ہاتھ لگایا ہو عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو یعنی تلاش کرو پاک مٹی کا

پھر مسح کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو اُس سے۔

ف۔ یہ آیت علی الاتصال اوپر والی آیت کے بعد ہے جس میں وضو کا حکم تھا، اس آیت میں غسل کا حکم ہوا، وضو اور غسل دونوں کے بعد تیمم کا مسائلہ بھی اس آیت میں تعلیم فرما دیا گیا ہے، ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ نجاست جو جسم انسان پر طاری ہوتی ہے اس کی ۲ دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارت وضو سے اور دوسری کی غسل سے ہوتی ہے، اور پانی نہ ملے یا نقصان کرے تو وضو و غسل دونوں کا خلیفہ تیمم ہے۔

نماز کے لئے طہارت کا شرط ہونا انھیں دونوں آیتوں سے ثابت ہے تفصیل احادیث میں ہے۔

ستر عورت کا شرط نماز ہونا:۔

آیت ۸۹۔ یَابَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ٥ ——— (ولوانّنا، سورۂ اعراف)

ترجمہ۔ اے بنی آدم لے لیا کرو اپنی زینت یعنی اپنا لباس ہر مسجد کے پاس۔

ف۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مسجد میں جاتے وقت لباس پہننا ضروری ہے اور مسجد میں جانا نماز کے لئے ہوتا ہے، لہٰذا نماز میں ستر عورت کا شرط ہونا ثابت ہوا، اسی آیت کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں ستر عورت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔

استقبال قبلہ کا شرط نماز ہونا:-

آیت ۹۰۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔

(سیقول، سورۂ بقرہ)

ترجمہ۔ اور جہاں کہیں ہو تم پھیرو اپنے منہ کعبہ کی طرف۔

ف۔ یہ آیت استقبال قبلہ کے شرط نماز ہونے کی اصل بنیاد ہے، اور اسی کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں استقبال قبلہ کے مسائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

حکمت۔ اگرچہ خداوند عالم کسی مکان میں نہیں ہے جیسا کہ اس آیت کے اوپر بیان ہوا ہے کہ أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنی تم جس طرف منھ پھیرو گے اللہ کا سامنا ہوگا، باوجود اسکے یہ حکم دینا کہ کعبہ ہی کی طرف منھ کر کے نماز پڑھو۔ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ خدا کی عبادت کے لئے کسی طریقۂ خاص کا تعین انسانی طبائع کے لحاظ سے ضروری ہے۔ تقلید شخصی یعنی کسی خاص مجتہد کی تقلید کرنا اور تمام مسائل میں جن میں تقلید کی ضرورت ہے اسی خاص مجتہد کی فقہ پر عمل کرنا اسی حکمت پر مبنی ہے اس حکمت کو بسط و تفصیل سے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔

نیت کا شرط نماز ہونا:-

آیت ۹۱۔ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ۔ ———— (ولو اننا، سورۂ اعراف)

ترجمہ ۔ کہئے کہ میرے پروردگار نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور (فرمایا ہے) کہ سیدھا کرو اپنے مونہوں کو ہر مسجد کے پاس اور پکارو اللہ کو خالص کرکے اُس کے لئے عبادت کو جس طرح اُس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا ہوگے۔

ف ۔ اس آیت میں نماز کی دو شرطوں کی طرف اشارہ ہوا، مُنھ سیدھا کرنے سے استقبال قبلہ کا مضمون نکلا اور اخلاص سے نیت کا ثبوت ہوا۔

نماز کی کُل چھ شرطیں ہیں جن میں سے چار شرطوں کا یعنی طہارت کا بیان ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ آیت میں اور تکبیر تحریمہ کا اکتیسویں آیت میں ہوچکا۔ نماز کی عظمت و شان کی کچھ حد ہے کہ اسکے شرائط کا بیان بھی قرآن کریم میں اس اہتمام کیساتھ ہے۔

آیت ۹۲ ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا ؕ

(تبارك الذی، سورۂ مزمل)

ترجمہ ۔ اور اپنے پروردگار کا نام لو اور کٹ جاؤ اس کی طرف جیسا حق ہے کٹ جانے کا۔

ف ۔ اس آیت میں تکبیر تحریمہ کی تعلیم کے علاوہ نماز کا ایک معنوی ادب سکھایا ہے جس کو نماز کی جان کہنا چاہئے، یعنی یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی ماسویٰ اللہ سے تعلقات کٹ جائیں، اور صرف اللہ سے تعلق رہے۔

اِس صفت کا پیدا کرنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر ایمان درست ہوجانے کے بعد سب آسان ہے، جو شخص خدا کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور نماز شروع کرتے وقت یہ تصور باندھ لیتا ہے کہ اب میں اُسی ملک جلیل و جبّار کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں

اس کو نماز میں یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے، اس صفت کے حاصل ہونے میں بڑا دخل عقیدۂ قیامت کی پختگی کو ہے جیسا کہ اوپر بہت سی آیتوں سے معلوم ہوا۔

آیت ۹۳۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ (حٰمٓ، سورۂ احقاف)

ترجمہ۔ اور یاد کیجئے اے نبی جبکہ متوجہ کیا ہم نے آپ کی طرف چند شخصوں کو جنات میں سے کہ وہ سنیں قرآن کو چنانچہ وہ جب اس وقت حاضر ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو، جب تلاوت قرآن ختم ہوئی تو وہ لوگ اپنی قوم کی طرف عذاب الٰہی سے ڈرانے والے یعنی ہادی بنکر لوٹ گئے۔

ف۔ جنات کا قرآن سننے کے لئے آنا اور سنکر ایمان لانا پھر اپنی قوم کو جاکر وعظ و نصیحت کرنا قرآن شریف میں دو جگہ مذکور ہے ایک یہاں اور دوسرے سورۂ جن میں چنانچہ انچاسویں آیت میں نقل ہوا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت حاضرین کو چپ رہنا چاہئے گو شان نزول صرف نماز کے لئے ہے مگر عموم الفاظ کے لحاظ سے اگر خارج نماز میں قرآن پڑھا جائے اُس وقت بھی چپ رہنے کا حکم دیا جائے گا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو جبکہ امام قرأت کررہا ہو کچھ نہ پڑھنا چاہئے چپ کھڑا رہنا چاہئے۔ یہی مطلب دوسری آیت میں بایں الفاظ مذکور ہے کہ:۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۔ (قال الملاء، سورۂ اعراف) ترجمہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تنبیہ ۔ فقہ کے فروعی مسائل میں ائمہ مجتہدین کا کچھ کچھ اختلاف ہے نماز کے مسائل میں سب سے اہم اختلاف یہ ہے کہ جماعت کی حالت میں مقتدی پر قرأت قرآن فرض ہے کہ نہیں ۔ ہمارے امام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مقتدی پر قرأت فرض نہیں بلکہ ادب قرآنی کے خلاف ہونے کے سبب سے مکروہ ہے، ان کے مذہب کی اصل بنیاد یہی آیت ہے ۔ آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آہستہ آواز کی نماز میں بھی مقتدی کو چپ رہنا چاہیئے ۔ یہ مضمون احادیث و آثار میں ہے ۔

آیت ۹۴ ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ۔

(سبحٰن الذی ۔ سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ ۔ آواز نہ بلند کیجئے اے نبی نماز میں اور نہ پست کیجئے بلکہ درمیانی راہ اختیار کیجئے اور کہئے کہ سب تعریف اُس اللہ کے لئے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں کوئی اس کا شریک اور نہ کوئی اس کا دوست ہے کمزوری (میں مدد کرنے کی غرض) سے اور بڑائی بیان کیجئے اس کی جیسا کہ حق ہے بڑائی بیان کرنے کا ۔

ف ۔ نماز کے متعلق کئی مسئلے اس آیت میں تعلیم فرمائے :۔ اوّل یہ کہ حاجت سے زیادہ بلند آواز سے بھی نہ ہونی چاہیئے، اور نہ اتنی پست کہ مقتدی قرأت نہ سن سکیں بلکہ معتدل و متوسط آواز ہونی چاہیئے یا یہ مطلب ہے کہ نہ سب نمازیں بلند آواز کی ہوں نہ سب

پست آواز کی، بلکہ کچھ ایسی کچھ ویسی جیسے فجر، مغرب، عشاء کی بلند آواز سے اور ظہر عصر کی پست آواز سے۔ دوم یہ کہ نماز میں خدا کی تعریف بیان کیجئے اور تکبیر کہئے، یعنی بڑائی بیان کیجئے۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے ہر رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر مقرر کر دی۔

یہی مضمون سورۂ اعراف میں بایں الفاظ ہے:۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ یعنی اے نبی یاد کیجئے اپنے پروردگار کو اپنے دل میں گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر نہ بہت بلند آواز سے صبح اور شام اور مت ہوں آپ غفلت کرنے والوں میں سے

اس آیت میں علاوہ مضمون آیت سابقہ کے دو باتیں اور تعلیم فرمائی گئیں:

اوّل[۱] یہ کہ نماز میں یہ نہ ہونا چاہئے کہ:۔ بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر۔ بلکہ زبان کے ساتھ دل بھی یادِ الٰہی میں مشغول ہو۔ اور اس بات کو مزید اہتمام کیلئے آیت میں دو جگہ ذکر فرمایا۔ شروع آیت میں یوں فرمایا کہ یاد کیجئے اپنے دل میں اور آخر آیت میں فرمایا کہ آپ غفلت کرنے والوں سے نہ بنیں۔ سہ

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

دوم[۲] یہ کہ نماز میں گڑگڑاہٹ یعنی عاجزی و بیچارگی اور خوف و خشیت کی حالت بھی اپنے اوپر طاری کرنا چاہئے۔ آواز کے متعلق جو ہدایت فرمائی کہ زیادہ بلند اور زیادہ پست نہ کرنا چاہئے، یہ تو ظاہری ادب کی بات تھی اور یہ دونوں باتیں باطنی ادب کے متعلق تھیں جن کا آج کل کے اکثر نماز پڑھنے والے بالکل خیال نہیں کرتے،

حالانکہ یہی چیز نماز کی جان ہے۔

تعلیم ضروری۔ چاہیئے کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو اپنے دل میں خدا کی عظمت وجلال اور اس کی صفاتِ کاملہ کا تصوّر کریں، اور قیامت کی تصویر اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں، یعنی اسکے ہونے تک دنیا کے واقعات خدا کے سامنے ہیں سب مخلوق کا پیش ہونا حساب وکتاب وزن اعمال سزا وجزا ان تمام باتوں کو ایسا دھیان کریں کہ گویا صورت آنکھوں کے سامنے ہے اور اپنی عاجزی وبیچارگی وکمزوری درماندگی کا خیال کرتے ہوئے بڑی نیازمندی کے ساتھ نماز کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ یہی آخری موقع ہے کہ جو کچھ عرض کرنا ہو اپنے مالک سے عرض کریں پھر شاید دوسرا موقع ملے یا نہ ملے۔

حضرت اُستاد بزرگوار عارف شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے بادشاہ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ ؎

بطاعت بنہ چہرہ برآستاں ✽ کہ این ست سجادۂ راستان
اگر بندۂ سر بریں در بنہ ✽ کلاہ خداوندی از سر بنہ
چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش ✽ چو درویش مسکیں برآور خروش
کہ پروردگارا توانگر توئی ✽ توانا ودرویش پرور توئی
نہ کشور کشایم نہ فرماں دہم ✽ یکے از گدایان این درگہم
دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز ✽ گر میکنی بادشاہی بہ روز

اس کیفیت کے پیدا کرنے کے لئے نیکوں کی صحبت تو تریاقِ اعظم ہے لیکن وہ کسی کو نصیب نہ ہو تو کم از کم اُن کتابوں کو دیکھے جن میں خاصانِ خدا کی پرسوز وگداز مناجاتیں اپنی

کے لئے بیان فرمائی گئی ہیں، ان آیتوں کا تدبر و تفکر کے ساتھ پڑھنا نورٌ علیٰ نور ہے۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

نماز کے اقسام :-

یہ بھی نماز کی محبوبیت ہی کا ایک شعبہ ہے کہ شارع نے اس کی بہت سی قسمیں تعلیم فرمائی ہیں علاوہ پنج وقتی نمازوں کے اور بہت سی نمازیں ہیں بعض ان میں واجب ہیں بعض سنّت بعض مستحب جیسا کہ مفصلاً کتاب علم الفقہ میں مذکور ہے اور مجملاً اس کتاب کے دوسرے رسالہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

قرآن کریم میں ان سب اقسام کا ذکر تو نہیں ہے مگر جس قدر ہے بہت ہے چند آیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

نماز تہجد :-

آیت ۹۵ - وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ
عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

ترجمہ - اور رات کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھئے، یہ زیادتی ہو آپ کے لئے امید ہے کہ اٹھائے گا آپ کو رب آپ کا (بروز قیامت) مقام محمود میں۔

ف - اس آیت میں نماز تہجد کا بیان ہے اور زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ نماز فرض تھی اوروں پر فرض نہیں مگر سنت مؤکدہ ہے۔

آیت ۹۶۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔
(عم، سورۂ کوثر)

ترجمہ۔ بہ تحقیق ہم نے اے نبی دی ہے آپ کو کثرت (کمالات کی) پس
آپ نماز پڑھئے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے۔

ف۔ اس آیت میں نماز شکر کی تعلیم ہو رہی ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ
خدا کے انعامات کا بہترین شکریہ نماز ہے شریعت کی طرف سے ہر سال ایک مرتبہ ایک خاص
نماز اس آیت کے حکم کے امتثال کے لئے مقرر ہے جس کو نماز عید اضحیٰ کہتے ہیں۔

مسائلہ۔ عید اضحیٰ میں قربانی کا بعد نماز ہونا آیت کے سیاق بیان سے ظاہر
ہو رہا ہے اور پوری تصریح اس کی حدیث میں ہے۔

نماز سفر:۔

آیت ۹۷۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۰
(والمحصنٰت، سورۂ نساء)

ترجمہ۔ اور جب سفر کرو تم زمین میں تو نہیں تم پر کچھ گناہ کہ گھٹا دو نماز میں
سے کچھ اگر اندیشہ ہو تم کو یہ کہ فتنہ میں ڈال دینگے تم کو کافر بہ تحقیق کافر
تمہارے صریح دشمن ہیں۔

ف۔ نماز کے گھٹا دینے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین فرمایا ہے یعنی

چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائے، بے اطمینانی ہو تو سنّت وغیرہ ترک کر دی جائیں پہلے قصر کا حکم خوف کے ساتھ مقید تھا پھر ہر سفر کے لئے عام کر دیا گیا۔

تنبیہ - چار رکعت کے بجائے دو رکعت کرنا اور یہ فرمانا کہ اگر چار رکعت پڑھنے میں کافروں کے فتنہ کا خوف ہو اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ دو رکعت اور چار رکعت میں وقت کا بڑا تفاوت ہو جاتا ہے حالانکہ جیسی نماز آج کل مسلمانوں میں رائج ہے اس میں چار رکعت اور دو رکعت کا کچھ فرق نہیں ہوتا، دو رکعت دو منٹ میں پڑھ لیتے ہیں تو چار رکعت تین منٹ ہیں۔ نمازی غور کریں کہ نماز کی حالت انھوں نے کس قدر قابلِ تضحیک بنا دی ہے۔

آیت ۹۰ - فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

(سیقول، سورۂ بقرہ)

ترجمہ - پس اگر تم کو زیادہ خوف ہو تو پیادہ چلتے چلتے یا سواری پر نماز پڑھ لو، پھر جب خوف جاتا رہے تو اسی طرح اللہ کو یاد کرو یعنی اسی طرح نماز پڑھو جیسی تم کو خدا نے سکھلائیں وہ باتیں جو تم نہ جانتے تھے۔

ف - نماز خوف کا ایک طریقہ تو وہ تھا جو آیت تہجد میں بیان ہوا۔ جب اُس حالت سے زیادہ خوف ہو جائے کہ جماعت نہ ہو سکے تو دوسرا یہ طریقہ ہے جو اس آیت میں بیان ہوا یعنی جس شخص سے جس طرح ممکن ہو پڑھے۔

تنبیہ - یہ جو فرمایا کہ امن کی حالت میں ویسی نماز پڑھو جیسی تعلیم کی گئی بظاہر بے ضرورت معلوم ہوتا ہے مگر نہیں نماز کی عظمت اور ناصح کی رافت اسی کو مقتضی ہے کہ

جو بات سمجھی جا سکتی تھی اُس کو بھی ذکر کر دیا۔ نیز یہ وجہ بھی ہے کہ کہیں حالت خوف کی
نماز پڑھتے پڑھتے طبیعت نماز میں عجلت کرنے کی عادی نہ ہو جائے۔ لہذا یہ بات بڑے
اہتمام سے ذہن نشین کرنے کی تھی کہ حالتِ خوف کے دُور ہونے کے بعد نماز اصلی حالت
میں پڑھو۔

آیت ۹۹ ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا
وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞ ـــــ (واعلموا، سورۃ توبہ)

ترجمہ ۔ اور مت نماز پڑھیئے اے نبی اُن میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی
اور نہ کھڑے ہوں آپ اس کی قبر پر بہ تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا اللہ اور
رسول کے ساتھ اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

ف ۔ یہ آیت منافقوں کے حق میں ہے معلوم ہوا کافر اور منافق کے جنازے
کی نماز ناجائز ہے۔ قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا معلوم ہوا کہ قبر پر یعنی قبر کے پاس
کھڑا ہونا بھی فائدہ دیتا ہے۔ قبر کے پاس کھڑا ہونا زیارتِ قبر کرنا، اگر صاحب قبر کوئی
بزرگ شخص ہو تو زائر کے حق میں مفید ہوتا ہے کہ انوار و برکات کا کچھ حصہ اُس کو مل جاتا ہے
اور اگر زائر بزرگ شخص ہے تو صاحب قبر کو فائدہ پہونچ جاتا ہے، اور عبرت اور موت
کی یاد تو ہر قبر کی زیارت سے ہوتی ہے۔

علاوہ ان نمازوں کے اور بھی کئی نمازوں کا ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہے،
اس وقت ہمارا مقصود استیعاب نہیں ہے۔

اگر کوئی سعادت مند صرف پنج وقتی نماز کی اور نمازِ تہجد کی ٹھیک طور پر پابندی

کیا یہ ممکن ہے کہ نماز کے فوائد و برکات سے محروم رہے، حاشا وکلا ہرگز نہیں، دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں جا کر اہلِ حاجت ناکام نہیں رہتے تو بادشاہوں کے بادشاہ کا دربار کیا ان سے بھی کم ہے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں۔ سے

دو بامداد در آئی اگر بخدمتِ شاہ ؛ سوم ہر آئینہ در تو کند بلطف نگاہ
امید ہست پرستندگانِ مخلص را ؛ کہ نا امید نگروند ز آستانِ الٰہ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

پہلا باب ختم ہوا

دوسرا باب

احادیث نبویہ

قرآن مجید میں جب نماز کا ذکر اس قدر ہے کہ محض نمونہ کے طور پر اپنی یادداشت سے بغیر تلاش کے جو اس ناچیز نے لکھا تو ننانوے ۹۹ آیتیں ہو گئیں، تو پھر احادیث میں کس قدر ذکر ہو گا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا علاوہ ان بیس ۲۰ حدیثوں کے جو آیات کے تحت میں لکھی گئیں صرف چالیس ۴۰ حدیثیں اس مقام پر درج کی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چالیس ۴۰ حدیثیں یاد کرے گا قیامت کے دن زمرۂ علماء میں محشور ہو گا۔

طہارت

(۱) عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم)	حضرت ۱ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت [۱] نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم)

[۱] یعنی ایمان کے تمام کاموں میں جتنا ثواب ملتا ہے اُس کا نصف ثواب صرف طہارت میں ہے۔ ۱۲

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِہِ وَکَثْرَۃُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ ــــــ (مسلم)

حضرت[۲] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہاں یارسُول اللہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ پورا کرنا وضو کا تکلیف[۱] کی حالت میں، اور کثرتِ[۲] رفتار طرف مسجدوں کے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (صحیح مسلم)

(۳) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ

حضرت[۳] عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اُسکے تمام گناہ اُسکے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اُسکے ناخونوں کے نیچے سے

---

[۱] تکلیف کی حالت سے مراد یہ ہو کہ پانی کا استعمال تکلیف دے مثلاً سردی کے موسم میں۔ ۱۲

[۲] کثرتِ رفتار کی ایک صورت یہ ہے کہ مکان مسجد سے دور ہو زیادہ چلنا پڑے دوسرے یہ کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جاجا کر پڑھے۔ ۱۲

اَظْفَارِہٖ ——— (متفق علیہ)

نکلنے لگتے ہیں۔

(۴) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءُ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ ہم کو قیامت کے دن پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں، تمہاری ایک پہچان ہوگی جو کسی امت میں نہ ہوگی تمہارے اعضا وضو کے اثر سے چمکدار ہوں گے۔

(۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ——— (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو نماز عشاء میں دیر کرنے کا اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

نماز پنجگانہ

(۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں (صلی اللہ

وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ ــــ (متفق علیہ)

علیہ وسلم) اور قائم کرنا نماز کا، اور دینا زکوٰۃ کا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۷) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔

(متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہانتک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، پس جب وہ ان کاموں کو کرنے لگیں تو مجھ سے اُن کے خون اور اُن کے مال محفوظ رہیں گے۔ سوا اسکے کہ حق اسلام سے کوئی سزا ان کو دی جائے۔

(۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے، اور ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کرے، اور ہمارا جیسا ذبیحہ کھائے تو وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے ذمہ اللہ کا ہے اور ذمہ اللہ کے رسول کا، پس تو ہین کرو اللہ کی اسکے ذمہ کے بارے میں (یعنے اس

(بخاری)

مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ)۔

(٩) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتَی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

(متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اُسنے کہا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو جنّت میں داخل ہو جاؤں؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم عبادت کرو اللہ کی، اور نہ شریک کرو اُس کے ساتھ کسی کو اور فرض نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ دیا کرو، اور رمضان کے روزے رکھا کرو۔ اعرابی نے کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کمی کروں گا۔ پھر جب وہ شخص پھر کر چلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو کسی جنّتی مرد کے دیکھنے کی خواہش ہو اُس کو چاہیئے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔

(١٠) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَّقِیَ اللّٰہَ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَّیُصَلِّیْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اس کے

الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهٗ۔
(مسند احمد)

ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو وہ بخشدیا جائے گا۔

(۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ۔ (مسلم)

حضرت[۱۱] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اور رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

(۱۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔

(متفق علیہ)

حضرت[۱۲] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو، اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اسکے میل میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہی مثال ہے پنجگانہ نماز کی، کہ اللہ ان کے سبب سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔

(۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔
(متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ کون کام خدا کو پسند ہے ؟۔ آپ نے فرمایا کہ نماز جو ٹھیک وقت پر ہو۔ میں نے کہا کہ پھر کون ؟۔ آپ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا کہ پھر کون ؟۔ آپ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

(۱۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے اور کفر کے درمیان میں حدِ فاصل نماز کا ترک کرنا ہے۔

(۱۵) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَہُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَ ہُنَّ وَصَلَّاہُنَّ لِوَقْتِہِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَہُنَّ وَخُشُوْعَہُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَہْدٌ اَنْ یَّغْفِرَلَہٗ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے جو شخص ان کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور ان کو ٹھیک وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع اور خشوع پوری طرح کرے اُس کے لئے اللہ پر عہد ہے کہ اس کو بخشدے گا، اور جو ایسا

وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ (ابوداؤد)

نہ کرے اُس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں چاہے اس کو بخشے اور چاہے اس کو عذاب کرے۔

(۱۶) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَهْدُ الَّذِىْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۱۶ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عہد ہمارے اور لوگوں کے درمیان میں ہے وہ نماز ہے جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۷) عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّى الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔

۱۷ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جاڑوں کے زمانہ میں باہر تشریف لے گئے تھے اور درختوں کے پتّے خزاں سے گر رہے تھے، آپ نے دو شاخیں پکڑ لیں، پتّے اور زیادہ گرنے لگے، تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسُول اللہ!۔ فرمایا کہ جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس سے مقصود اس کا رضا مندی خدا کی ہوتی ہے تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتّے گر رہے ہیں۔

(۱۸) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ (ابن ماجه)

۱۸ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی تھی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تم کاٹ ڈالے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ، اور فرض نماز قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس سے ذمہ (اللہ کا) بری ہے، اور شراب نہ پینا وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

(۱۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّهٗ۔ (بخاری)

۱۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے۔

(۲۰) عَنْ عُمَارَةَ بْنَ رُوَیْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ (مسلم)

۲۰ حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ جو شخص قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب آفتاب یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا رہے وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

(۲۱) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ۔
(ابن ماجه)

حضرت[۲۱] سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص صبح کو نماز فجر کیلئے جاتا ہے اُس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو شخص صبح کو (بغیر نماز پڑھے) بازار جاتا ہے اُس کے ساتھ ابلیس کا جھنڈا ہوتا ہے۔

(۲۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اٰتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا۔
(ترمذی)

حضرت[۲۲] علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے علیؓ تین چیزوں میں دیر نہ کرنا:۔ نماز میں جب اس کا وقت آجائے، اور جنازہ کے دفن میں جب وہ تیار ہو جائے، اور بے بیاہی لڑکی کے نکاح میں جب تم کو اُس کا کفو مل جائے۔

اذان وجماعت

(۲۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ

حضرت[۲۳] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان میں اور صفِ اوّل میں کس قدر ثواب ہے پھر

لَمْ يَجِدُوْا اِلَّآ اَنْ يَّسْتَهِمُوْا لَا سْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

(متفق علیہ)

بغیر قرعہ اندازی کے نہ مل سکے تو ضرور قرعہ ڈالیں اور اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ اوّل وقت نماز پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں اور اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کس قدر ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل چل کر آجائیں۔

(۲۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (مسلم)

۲۴ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے سُنا کہ قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے بلند ہوں گی۔

(۲۵) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (بخاری)

۲۵ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی آواز اذان جو جن یا انس یا اور کوئی چیز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے مومن ہونے کی گواہی دے گی۔

(۲۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

۲۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات برس تک خدا کے لئے اذان دے اُس کے لئے دوزخ سے آزادی

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

لکھ دی جاتی ہے۔

(۲۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

[۲۷] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان واقامت کے درمیان میں دُعا رد نہیں ہوتی۔

(۲۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔ (متفق علیہ)

[۲۸] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس[۲۷] درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

(۲۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنُ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ لَّا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ۔ (بخاری)

[۲۹] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر حکم دوں کہ نماز کی اذان دی جائے، پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے، اور میں لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آتے اور اُن کا گھر ان پر جلا دوں۔

(۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ

[۳۰] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَلَمْ یُجِبْهُ فَلَا صَلٰوۃَ لَهٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

(دارقطنی)

جس نے اذان سُنی اور بغیر کسی عذر کے نماز کو نہ آیا اُس کی نماز نہ ہوگی۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ۔

(مسلم)

حضرت[۳۱] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا[۱] آیا اور اُس نے کہا کہ یا رسُول اللہ کوئی لیکر چلنے والا میرے پاس نہیں ہے جو مجھے مسجد لے جایا کرے، پھر اُس نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کو گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دیں چنانچہ آپ نے اجازت دے دی، مگر وہ جب چلا تو آپ نے اُس کو پھر بُلا کر پوچھا کہ کیا تم اذان سُنتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ تم مسجد جایا کرو۔

---

[۱] ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم سے منقول ہے کہ انھوں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مدینہ میں سانپ بچھّو اور درندے بہت ہیں، اور میں ایک نابینا شخص ہوں، کیا میرے لئے اجازت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لوں؟ ۔ آپ نے پوچھا کہ :۔ تم حی علی الصّلوٰۃ، حی علی الفلاح سُنتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ :۔ پھر مسجد جایا کرو، اور گھر میں پڑھ لینے کی اجازت نہ دی۔

(٣٢) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ ۔ (متفق علیه)

٣٢ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کا برابر کرنا بھی نماز کے قائم کرنے کا ایک جز ہے ۔

مسجد

(٣٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا ۔ (مسلم)

٣٣ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ کو ہر مقام سے زیادہ پسند مسجد ہے اور سب مقامات سے زیادہ ناپسند بازار ہیں ۔

(٣٤) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ ۔ (متفق علیه)

٣٤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائے اللہ اُس کے لئے جنّت میں گھر بناتا ہے ۔ (متفق علیہ)

(٣٥) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٣٥ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ خوشخبری دو تاریکی میں مسجد جانے والوں کو کہ قیامت کے دن اُن کے لئے پوری روشنی ہوگی ۔

تہجد

(۳۶) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکْفِرَةٌ لِّلسَّیِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ (ترمذی)

۳۶ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ نماز تہجد کی پابندی کرو کہ وہ شیوہ تھا تم سے پہلے کے نیکوں کا اور وہ تمھاری نزدیکی کا تمھارے رب کے یہاں ذریعہ ہے؛ ور گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ سے روکنے والی بھی ہے۔

(۳۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔ (متفق علیہ)

۳۷ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کے مثل نہ ہوجانا کہ وہ نماز تہجد کے لئے رات کو اٹھتا تھا پھر اس نے رات کا اٹھنا ترک کر دیا۔

جمعہ

(۳۸) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی

۳۸ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کیساتھ ہر مسلمان پر

كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى أَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ ۔ (ابوداؤد)

فرض ہے سوائے چار شخصوں کے:۔ غلام جو کسی کا مملوک ہو، اور عورت اور بچہ اور بیمار۔ (ابوداؤد)

(۳۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُمْحَى وَلَا يُبَدَّلُ ۔ (رواہ الشافعی)

۳۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے بے وجہ جمعہ کی نماز ترک کی وہ منافق لکھ لیا جاتا ہے ایک ایسی کتاب میں جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ (امام شافعی)

(۴۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ

۴۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنے والے کو بہ ترتیب لکھتے جاتے ہیں، جو سب سے پہلے آتا ہے اُس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والے کو، پھر جیسے گائے کی قربانی کرنیوالے کو، پھر جیسے مینڈھے کی قربانی کرنیوالے کو، پھر جیسے انڈا خیرات کرنیوالے کو

طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔ (متفق علیہ)

پھر جب امام آجاتا ہے تو دفتر لپیٹ کر خطبہ سننے کیلئے آجاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

دوسرا باب تمام ہوا

تیسرا باب

آثار صحابہؓ و تابعینؒ و اقوال ائمہ مجتہدین

صحابہ و تابعینؒ کے آثار نماز کی عظمت و رفعت کے متعلق بہت ہیں، لیکن اس وقت بغیر تتبع کتب کے جس قدر اپنے موجودات ذہنیہ سے میسّر ہے اُسی پر اکتفا کی جاتی ہے، اور کچھ آثار اس سے پہلے آیات کے تحت میں گذر بھی چکے ہیں۔

---

(۱) كَانَ اَبُوْبَكرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قُوْمُوْا اِلٰى نَارِكُمُ الَّتِىْ اَوْقَدْتُمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو فرماتے کہ اٹھو اور جو آگ (گناہوں کی) تم نے دہکائی ہے نماز پڑھ کر اس کو بجھاؤ۔ (احیاء العلوم)

(۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِىْ الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے عمال (حکام صوبہ) کو لکھ بھیجا کہ تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ قابل اہتمام میرے نزدیک نماز ہے، جس نے

وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ۔

(رواه مالك)

نماز کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشگی کی، اُس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا اور جس نے نماز کو ضائع کردیا وہ اور چیزوں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کردے گا۔

(۳۳) عَنْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي الصَّلٰوةِ الصُّبْحِ وَإِنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوْقِ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُوْمَ لَيْلَةً۔

(رواه مالك)

۳۳ بکر بن سلیمان بن ابی حثمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک روز سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا اور اُس کے بعد حضرت عمرؓ بازار کی طرف جا رہے تھے اور گھر سلیمان کا مسجد اور بازار کے درمیان میں تھا ان کا گذر شفا والدہ سلیمان کی طرف سے ہوا تو انھوں نے سلیمان کی ماں سے کہا کہ آج میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا؟۔ انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے لہٰذا صبح کو وہ سو گئے، حضرت عمرؓ نے کہا صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا مجھے رات بھر نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔

(موطا امام مالکؒ)

(۳۴) قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَسَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الصَّلٰوةُ مِكْيَالٌ فَمَنْ أَوْفٰى اسْتَوْفٰى وَمَنْ

۳۴ حضرت ابن مسعودؓ اور سلمان فارسیؓ کا قول ہے کہ نماز مثل ایک پیمانہ کے ہے جو پورا پیمانہ دیگا پورے دام پائے گا، اور جو کم دے گا اُسکو معلوم ہے

كَالْمُطَفِّفِ فَقَدْ عَلِمَ مَا قَالَ اللّٰهُ فِي الْمُطَفِّفِيْنَ۔

(احیاء العلوم)

کہ کمی کرنے والوں کے حق میں خدا نے کیا فرمایا (یعنی اُن کے لئے ویل ہے)۔

(احیاء العلوم)

(۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَأَنْ أَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَصُدَاقُهَا بِذِمَّتِيْ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ أُعَاشِرَ امْرَأَةً لَا تُصَلِّيْ۔

(رد المحتار)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اس حال میں خدا سے ملوں کہ مہر[۱] عورت کا میرے ذمہ باقی ہو اس سے بہتر ہے کہ بے نمازی عورت سے صحبت رکھوں۔

(رد المختار)

(۶) عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ لَهٗ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا۔

(بخاری)

حضرت ام درداءؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک روز ابو درداءؓ میرے پاس غصہ کی حالت میں آئے میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو غصہ کیوں ہے؟ انھوں نے کہا کہ اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں سے میں اب کوئی کام نہیں دیکھتا سوا اسکے کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے تھے (اب اس میں بھی خلل آگیا)۔

(بخاری)

---

[۱] یعنی بے نمازی عورت کو طلاق دیدینا مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے چاہے اس کا مہر بھی نہ ادا کر سکوں۔ فقہا لکھتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دینے سے ثواب ہوتا ہے، حالانکہ طلاق خدا کو بہت ناپسند ہے۔ ۱۲

(۷) عَنِ الزُّهْرِی قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ بِدَمِشْقَ وَهُوَ یَبْکِیْ فَقُلْتُ لَهٗ مَا یُبْکِیْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا اَدْرَکْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ وَ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُیِّعَتْ۔

(بخاری)

زہریؒ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جو باتیں میں نے (عہدِ نبوت میں) دیکھی تھیں اُن میں سے اَب صرف یہ نماز رہ گئی تھی، اور (افسوس) اب وہ نماز بھی ضائع[1] کر دی گئی

(بخاری)

(۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُهٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوةِ۔

(ترمذی)

عبد اللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کے ترک کو کفر نہ سمجھتے تھے سوا نماز کے، کہ اس کے ترک کو البتہ کفر کہتے تھے۔

(ترمذی)

(۹) قَالَ الْحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهٗ عَنِ الْعِشَاءِ فِی الْجَمَاعَةِ

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں اگر کسی شخص کو اُس کی ماں ازراہِ شفقت نمازِ عشا

[1] یہ واقعہ اور نیز اس سے اوپر کا زمانہ بنی اُمیہ کا ہے کہ خلفائے بنی امیہ کبھی کبھی نماز میں کچھ دیر کر دیتے تھے اور جماعت کا انتظام بھی خلافتِ راشدہ کے مثل نہ تھا، مگر پھر بھی آجکل سے بہتر حالت تھی خیال کرو کہ اگر حضرت ابو الدرداءؓ و حضرت انسؓ آج ہوتے اور مسلمانوں کی غفلت نماز سے دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔۱۲

شَفَقَةً عَلَيْهِ لَمْ يُطِعْهَا۔

(بخاری)

جماعت کیساتھ پڑھنے سے روکے تو اس کا کہنا نہ مانے۔ (بخاری)

(۱۰) كَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ۔

(بخاری)

حضرت اسود (تابعی) کی جماعت جب فوت ہو جاتی تو وہ دوسری مسجد میں جا کر جماعت حاصل کرتے۔

(بخاری)

(۱۱) قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ مَا اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً اِلَّا وَ اَنَا فِى الْمَسْجِدِ۔ (احیاء)

حضرت سعید بن مسیّب (تابعی) فرماتے ہیں کہ بیس برس سے مجھے اس کی پابندی ہے کہ موذن جب اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں ہوتا ہوں۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) قَالَ حَاتِمُ الْاَصَمُّ فَاتَتْنِى الصَّلٰوةُ فِى الْجَمَاعَةِ فَعَزَّانِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْبُخَارِىُّ وَحْدَهٗ وَلَوْ مَاتَ لِىْ وَلَدٌ لَعَزَّانِىْ اَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةِ اٰلَافٍ لِاَنَّ مُصِيْبَةَ الدِّيْنِ اَهْوَنُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْ مُصِيْبَةِ الدُّنْيَا۔

(احیاء)

حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری جماعت فوت ہو گئی تو صرف ابو اسحٰق بخاری میری تعزیت کو آئے، اور اگر میرا کوئی لڑکا مر گیا ہوتا تو دس ہزار سے زیادہ لوگ میری تعزیت کو آتے۔ لوگوں کی نظر میں دین کی مصیبت بہ نسبت دنیا کی مصیبت کے آسان ہے۔

(احیاء)

(۱۳) رُوِیَ اَنَّ السَّلَفَ کَانُوا یُعَزُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ اِذَا فَاتَتْھُمُ التَّکْبِیْرَةُ الْاُوْلٰی وَیُعَزُّوْنَ سَبْعًا اِذَا فَاتَتْھُمُ الْجَمَاعَةُ۔

(احیاء)

[۱۳] روایت ہے کہ سلف کا دستور یہ تھا کہ اگر تکبیر اولیٰ کسی سے فوت ہو جاتی تو تین دن تک اس کی تعزیت کی جاتی، اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اس کی تعزیت کیجاتی۔

(احیاء العلوم)

(۱۴) وَیُکَفَّرُ جَاحِدُھَا لِثُبُوْتِھَا بِدَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ وَ تَارِکُھَا عَمَدًا مَجَانَةً اَیْ تَکَاسُلًا فَاسِقٌ یُحْبَسُ حَتّٰی یُصَلِّیَ لِاَنَّہٗ یُحْبَسُ لِحَقِّ الْعَبْدِ فَحَقُّ الْحَقِّ اَحَقُّ وَقِیْلَ یُضْرَبُ حَتّٰی یَسِیْلَ مِنْہُ الدَّمُ۔

(درمختار)

[۱۴] نماز کا منکر کافر ہے، اسلئے کہ نماز کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے، اور جو شخص عمداً سستی و کاہلی سے نماز ترک کرے وہ فاسق ہے قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز کا پابند ہو جائے، کیونکہ جب حق العبد کیلئے قید کی سزا دیجاتی ہے تو خدا کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اور بعض فقہا کا قول ہے کہ اس کو اس قدر مارنا چاہیئے کہ اسکے جسم سے خون بہنے لگے۔ (درمختار)

(۱۵) قَوْلُہٗ وَقِیْلَ یُضْرَبُ قَائِلُہُ الْاِمَامُ الْمَحْبُوْبِیُّ رح عَنِ الْمِنَحِ فَظَاھِرُ الْحِلْیَةِ اَنَّہٗ ھُوَ الْمَذْھَبُ فَاِنَّہٗ قَالَ وَقَالَ اَصْحَابُنَا فِیْ جَمَاعَةٍ

[۱۵] تارک نماز کو مارنے کے قائل امام محبوبی رح اس کو حموی نے منح سے نقل کیا ہے، اور کتاب حلیہ کی ظاہر عبارت یہ ہے کہ یہی ہمارا مذہب انھوں نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب جن میں زہری بھی شامل ہیں اسکے قائل ہیں کہ تارک نماز

مِنْهُمُ الزُّهْرِيُّ لَا يُقْتَلُ بَلْ يُعَزَّرُ وَيُحْبَسُ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يَتُوْبَ۔

(ردالمحتار)

کو قتل نہ کیا جائے بلکہ تعزیر کی جائے، اور قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ مر جائے یا توبہ کرے۔

(ردالمحتار)

(۱۶) وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ يُقْتَلُ بِصَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ حَدًّا وَقِيْلَ كُفْرًا۔

(درمختار)

امام شافعی کے نزدیک ایک وقت کی نماز ترک کرنے سے قتل کر دینا چاہئیے بقول بعض سزا کے طور پر اور بقول بعض بوجہ کافر ہو جانے کے۔

(درمختار)

(۱۷) قَوْلُهٗ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَكَذَا عِنْدَ مَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَحْمَدَ وَهِيَ الْمُخْتَارَةُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ اَصْحَابِهٖ اَنَّهٗ يُقْتَلُ كُفْرًا۔

(ردالمحتار)

امام شافعی کا جو قول ہے وہی امام مالک اور امام احمد کا بھی، اور ایک روایت امام احمد سے یہ ہے کہ جو انکے جمہور اصحاب کے نزدیک مقبول ہے کہ اس کو کافر ہو جانے کے سبب سے قتل کر دینا چاہئیے۔

(ردالمحتار)

(۱۸) فَتَوَضَّأَ اِنْ قَدَرَتْ اَوْ تَيَمَّمَ وَتُوْمِيْ بِالصَّلٰوةِ وَلَا تُؤَخِّرُ فَمَا عُذْرُ الصَّحِيْحِ الْقَادِرِ۔

(درمختار)

دردزہ کی حالت میں عورت وضو کرے اگر کر سکے، یا تیمم کرے، اور اشارہ سے نماز پڑھے دیر نہ کرے، پس کیا عذر ہو سکتا ہے اُس کو جو تندرست قدرت والا ہو۔

(درمختار)

(۱۹) قَوْلُهٗ فَمَا عُذْرُ الصَّحِیْحِ الْقَادِرِ اِسْتِفْهَامٌ اِنْکَارِیٌّ اَیْ لَا عُذْرَ لَهٗ فِی التَّرْکِ اَوِ التَّاخِیْرِ قَالَ فِیْ مُنْیَةِ الْمُصَلِّیْ فَانْظُرْ وَتَاَمَّلْ هٰذِهِ الْمَسْاَلَةَ هَلْ تَجِدُ عُذْرًا لِتَاخِیْرِ الصَّلٰوةِ وَاوَیْلَاهُ لِتَارِکِهَا۔

(در المختار)

[۱۹] یعنی جو تندرست ہو اُس کو کوئی عُذر ترک نماز یا تاخیر نماز میں نہیں ہو سکتا منیۃ المصلی میں ہے کہ اس مسئلہ کو غور سے دیکھو، جب ایسے نازک وقت میں تاخیر نماز کی اجازت نہ ملی، تو پھر کون عذر تاخیر نماز میں چل سکتا ہے۔

ہائے

خرابی ہے تارکِ نماز کی۔

(رد المحتار)

(۲۰) وَاَمَّا اَئِمَّتُنَا فَقَالُوْا یُسْتَحَبُّ لَهَا اَنْ تَتَوَضَّأَ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوةٍ وَتَقْعُدَ عَلٰی مُصَلَّاهَا تُسَبِّحُ وَتُهَلِّلُ وَتُکَبِّرُ وَفِیْ رِوَایَةٍ یُکْتَبُ لَهَا ثَوَابُ اَحْسَنِ صَلٰوةٍ کَانَتْ تُصَلِّیْ وَصُحِّحَ فِی الظَّهِیْرِیَّةِ اَنَّهَا تَجْلِسُ مِقْدَارَ اَدَاءِ فَرْضِ الْقَدَاةِ کَیْلَا تَنْسَی الْعَادَةَ۔

(بحر)

[۲۰] ہمارے ائمہ کا قول ہے کہ حائضہ عورت کیلئے مستحب ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور اپنے جا نماز پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل کیا کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کیلئے سب سے عمدہ نماز جو وہ پڑھتی تھی اس کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور ظہیریہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ بقدر ادائے فرض نماز بیٹھے

تاکہ

عادت نماز کی فراموش نہ ہو۔

(بحر الرائق)

(۲۱) وَفِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا بِاَنَّهُ يَجِبُ التَّعْزِيْرُ عَلٰى تَارِكِهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ وَيَاثِمُ الْجِيْرَانُ بِالسُّكُوْتِ وَفِيْهَا لَوِ انْتَظَرَ الْاِقَامَةَ لِدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ فَهُوَ مُسِيْئٌ (الیٰ ان قال) وَذُكِرَ فِيْ غَايَةِ الْبَيَانِ مُعْزِيًا اِلَى الْاَجْنَاسِ اَنَّ تَارِكَ الْجَمَاعَةِ يَسْتَوْجِبُ اِسَاءَةً وَّلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهٗ اِذَا كَهَلَ اِسْتِخْفَافًا (الیٰ ان قال) وَفِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ عَنْ نَجْمِ الْاَئِمَّةِ رَجُلٌ شُغِلَ بِتَكْرَارِ الْفِقْهِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَّلَا يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ لَا يُعْذَرُ وَلَا يُقْبَلُ شَهَادَتُهٗ۔

(بحر)

قنیہ[۲۱] وغیرہ میں ہے کہ بلا عذر تارکِ جماعت پر تعزیت واجب ہے، اور پڑوسی اگر سکوت کریں تو گنہگار ہو جائیں گے۔ اور اسی میں ہے کہ اگر مسجد جانے کے لئے اقامت کا انتظار کرے وہ گنہگار ہوگا۔ اور غایۃ البیان میں بحوالہ اجناس منقول ہے کہ تارک جماعت گنہگار ہے، اور اس کی شہادت قبول نہ ہوگی اگر اسنے کاہلی سے جماعت ترک کی ہو۔

اور

شرح نقایہ میں نجم الائمہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص رات دن علم فقہ کی تکرار میں مشغول رہتا ہوا ور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو، وہ معذور نہ سمجھا جائے گا،

اور

اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

(بحر الرائق)

ہدایت

امام غزالیؒ کی کتاب "احیاء العلوم" اور "کیمیائے سعادت" میں نماز کے لئے خشوع و خضوع کا بیان بہت مفید ہے۔ انھوں نے لکھا ہے اور سچ لکھا ہے کہ:۔

"بغیر حضورِ قلب کے نماز جسمِ بے جان ہے"۔ اس کے بعد تدابیر حضور پیدا کرنے کی لکھی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہیئے، اور نماز کے اندر جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں اُن کے معانی کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور آخری بات یہ ہے کہ نماز کو نماز سمجھ کر ادا کرے تو انشاءاللہ تعالیٰ محرومی نہ ہوگی۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تیسرا باب تمام ہوا۔

چوتھا باب

نماز کی خصوصیات اور عقلی خوبیاں

نماز میں عقلی خوبیاں بھی بہت ہیں مگر یہاں ہم نمونے کے طور پر صرف دس باتیں بیان کرتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ یہاں ہم جو کچھ عقلی پیرایہ میں بیان کریں گے وہ محض عقلی نہ ہوگا، جیسے کہ فلسفی لوگ بیان کرتے ہیں، بلکہ عقل اور شرع دونوں سے مخلوط ہوگا، اور ایسے مباحث میں یہی ہونا بھی چاہیئے۔

(۱)

نماز کے متعلق شریعت نے جس قدر اہتمام کیا ہے کسی عبادت کیلئے نہیں کیا۔ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب پر ہے۔ روزہ مریض، مسافر، مریضہ، شیخ فانی وغیرہ سے معاف ہے۔ حج بھی مالک زاد پر فرض ہے بشرط امن سبیل وغیرہ۔ مگر نماز ہر شخص پر فرض ہے۔ امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا، کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر، جس طرح ممکن ہو غرضکہ جب تک جسم میں جان ہے نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ پھر نماز ہر روز پانچ مرتبہ رکھی بخلاف اور عبادات کے۔ روزہ اور زکوٰۃ سال بھر میں ایک بار۔ حج عمر میں ایک بار رکھا گیا ہے۔

(۲)

نماز میں طہارت شرط کی گئی، دوسری کسی عبادت میں شرط نہیں۔ طواف میں طہارت کی شرط محض مسجد کے احترام کیلئے ہے۔ اور طہارت کی یہ شان ہے کہ قرآن مجید میں فرمایا:۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (یعنی اللہ دوست رکھتا ہے طاہر رہنے والے کو) اور حدیث شریف میں ہے کہ :۔ "طہارت نصف ایمان ہے" پس طہارت جس عبادت کے شرائط میں سے اُس کی محبوبیت میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ طہارت کے جسمانی فوائد بھی بہت ہیں، حفظ صحت میں، جسم اور لباس کی صفائی کو بڑا دخل ہے۔

(۳)

جماعت بھی نماز کے مخصوصات میں ہے یعنی اور کسی عبادت میں جماعت کا حکم نہیں دیا گیا۔ حج میں قدرتی طور پر اجتماع ہو جاتا ہے یہ اور بات ہے۔ اور جماعت کے فوائد محتاج بیان نہیں ہیں۔ باہم مسلمانوں میں اتفاق، ہمدردی، مساوات کا قیام جماعت کے لوازم میں سے ہے۔ امیر غریب حاکم محکوم شریف و وضیع سب ایک صف میں برابر برابر شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہوں، اس سے بڑھ کر مساوات کیا ہو سکتی ہے۔ جماعت کی صف بندی اور امام کی آواز پر ادائے ارکان کی تعلیم مصالح تمدّن کیلئے جس قدر کارآمد ہے ظاہر ہے۔ شریعت نے نمازیوں کے لیے تین قسم کی جماعت قائم کی ہے:۔ ایک یہ کہ ہر محلہ کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، یہ اجتماع ہر روز پانچ مرتبہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک شہر کے سب مسلمان ایک جگہ جمع ہوں یہ اجتماع ہفتہ وار نماز جمعہ میں ہوتا ہے تیسرے یہ کہ شہر اور اطراف شہر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، یہ اجتماع سال میں

دومرتبہ عیدین کی نماز میں ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو نماز کی جماعتیں مسلمانوں کی ایسی باقاعدہ انجمنیں ہیں کہ پھر کسی انجمن کی ان کو حاجت نہیں۔ مگر افسوس کہ آج کل اس شرعی انجمن کو مسلمانوں نے توڑ دیا اور دوسری انجمنوں کے بنانے میں مصروف ہیں۔

(۴)

نماز کا ذکر قرآن شریف میں اس قدر کثرت سے ہے کہ کسی دوسری عبادت کا ذکر اس قدر نہیں، جا بجا نماز کو اپنا ذکر فرمایا۔ بہت سی سورتوں کا نام نماز کے نام پر رکھا گیا۔ جیسے:۔ سورۂ والعصر، والفجر، جمعہ، والضحیٰ، واللیل۔

(۵)

شریعتِ الٰہیہ نے نماز کا کوئی بدل نہیں مقرر کیا، جس طرح روزہ کیلئے فدیہ، یا حج کیلئے بدل۔ یہی وجہ ہے کہ ترکِ نماز کا کوئی کفارہ نہیں۔ ترکِ نماز کا گناہ یا توبہ سے ساقط ہوتا ہے یا حج مبرور سے۔ میّت سے ترکِ نماز کا گناہ ساقط ہونے کی کوئی تدبیر نہیں بتائی گئی۔ فدیۂ صوم پر قیاس کر کے فقہا نے جو حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے عوض میں ایک مقدار صدقۂ فطر کی دی جائے اس کے متعلق خود فقہا نے لکھا ہے کہ یہ تدبیر یقینی نہیں ہے۔ یعنی یہ یقینی بات نہیں ہے کہ اس تدبیر سے ترکِ نماز کا گناہ ساقط ہو جائیگا، البتہ اُمید ہے۔

(۶)

کسی عبادت کے تارک کو کسی مجتہد نے کافر نہیں کہا۔ نہ کسی عبادت کے فاعل کو محض اس عبادت کو بجالاتے ہوئے دیکھ کر مسلمان کہنے کا حکم دیا گیا ہے بخلاف نماز کے، کہ اس کے تارک کو ایک جماعت مجتہدین کی کافر کہہ رہی ہے، اور حکم ہے کہ

کسی کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو اُس کو مسلمان سمجھو۔

(۷)

نماز میں ظاہر و باطن دونوں کا اشتغال کامل یکسوئی کے ساتھ حضرت مولیٰ جل شانہٗ کے ساتھ ہوتا ہے، بخلاف دوسری عبادات کے، نماز کتنی ہی بڑی جماعت کے ساتھ ہو مگر ہر نمازی اپنی جگہ پر خلوت میں اپنے مالک کے ساتھ مشغول ہے نماز خلوت در انجمن کا بہترین مصداق ہے۔

(۸)

نماز کا حکم تمام شرائع الٰہیہ میں دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے وقت سے ابتک کوئی شریعت نماز کے حکم سے خالی نہ تھی۔

(۹)

نماز کے لیے خاص مکان تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا جس کا نام مسجد ہے، اور اُس مکان کا احترام و اکرام بہت کچھ قائم کیا گیا۔

(۱۰)

نماز کے لیے حکم دیا گیا کہ بالغ ہونے سے قبل اس کی پابندی کرائی جائے اور کس قدر اہتمام کے ساتھ کہ اگر دس برس کا بچّہ پابندی میں کوتاہی کرے تو اس کو مارو۔ اگرچہ فقہا نے روزہ کے متعلق بھی ایسا ہی حکم دیا ہے، مگر وہ ایک استنباطی حکم ہے شریعت میں منصوص صرف نماز کے لیے ہے۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ محض اُس کی توفیق سے یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوئی کہ

کتاب الصلوٰۃ

جس میں

نماز کا تذکرہ اور اس کی عظمت و رفعت کا بیان کتاب اللہ سے بطرز بدیع لکھا گیا ہے

اور

ضمناً و تبعاً احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین کا بھی کافی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے جن کا ہر مسلمان کے مطالعہ میں رہنا ضروری اور مفید ہے

اثر خامہ

حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت الالحاج الحافظ الشاہ محمد عبد الشکور صاحب فاروقی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ

محمد عبد السلام نے

فاروقیہ بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع کیا